رجسٹرڈ انگلیشہ ( )

شرح چندہ
سالانہ ...... لے
ششماہی ...... ۳ روپے
سہ ماہی ...... عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴ ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ...... لے
ششماہی ...... ۳ روپے
سہ ماہی ...... عہ

قیمت فی پرچہ (۲ ر)

جلد (۲) | ۱۲ر آذر ۱۳۵۲ ف | ۶ر شوال سنہ ۱۳۶۱ھ | ۱۷ر اکٹوبر سنہ ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۲۷)

وِنڈل وِلکی انقرہ میں

برطانوی ترکی اتحاد

از

لیونارڈ کرس چین

مسٹر وِنڈل وِلکی کی آمد سے سیاسی حلقوں میں ایک ہلچل سی پیدا ہوگئی۔ اس وقت ارکان حکومت مختلف صوبوں کا دورہ کر رہے تھے۔ سراج اوغلو وزیر اعظم ترکی مشرقی اناطولیہ کے صوبوں کے دورے میں مصروف تھے۔ بے شمار جو وِنڈل وِلکی کی آمد سے قبل نئی چھٹیاں استنبول میں گذار رہے تھے امریکی مہمان کے استقبال کے لئے فوراً انقرہ واپس آگئے۔ سراج اوغلو اپنے دورے کو مختصر کر کے مسٹر وِلکی کے استقبال کے لئے انقرہ پہنچ گئے۔ مسٹر وِلکی نے وزیر خارجہ ترکی چیف آف جنرل اسٹاف اور مجلس کبریٰ کے صدر سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی اور ترکی کی حکمت عملی کو سمجھنے کی کوشش کی۔ جرائد کے نمائندوں سے بھی مسٹر وِلکی نے تبادلۂ خیالات کیا۔

امریکہ کے سیاسی جنگ

مسٹر وِلکی نے جرائد کے نمائندوں کو بتایا کہ وہ ترکی کیوں آنا چاہتے تھے۔ ترکی دنیا کے چند غیر جانبدار ممالک میں سے ہے اور مشرق وسطیٰ میں صرف ترکی تنہا غیر جانبدار ہے۔ مسٹر وِلکی اقوام متحدہ کے محاذ جنگ کا معائنہ کر رہے ہیں اور صرف ایک ملک بلا واسطہ یا بالواسطہ جنگ میں الجھا ہوا نہیں ہے وہ ترکی ہے۔ انھوں نے ترکی نامہ نگاروں سے بیان کیا کہ دول کے پروپگنڈے کی وجہ سے مشرق وسطیٰ کے اکثر ممالک میں جن میں ترکی بھی شامل ہے امریکہ کی جنگی پالیسی اور جنگی مقاصد کی نسبت غلط خیالات پھیل گئے ہیں اسی لئے وہ انقرہ آنے کے خواہشمند تھے۔ انھوں نے پریسیڈنٹ روزولٹ سے اجازت چاہی تھی کہ انھیں صدر امریکہ کے سیاسی مخالف کی حیثیت سے جانے دیا جائے تاکہ وہ واقعات سے اور اپنی موجودگی سے یہ ثابت کر دیں کہ اقوام متحدہ کی فتح کے لئے امریکہ کس قدر عظیم الشان سیاسی جنگ میں مصروف ہے۔ مسٹر وِلکی نے پیداوار جنگ کی نسبت جو اعداد پیش کئے ان سے ترکی سامعین بہت متاثر ہوئے۔ ترکی سامعین کو یہ بھی معلوم ہوا کہ مصر میں کیا وقوع پذیر ہو رہا ہے۔ مصر کے محاذ جنگ کی نسبت ترکی کے باشندے بڑی گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ مسٹر وِلکی نے کہا کہ برطانیہ عظمیٰ کو مصر میں ایک شاندار فتح حاصل ہوگی۔ مسٹر وِلکی کے الفاظ میں اس فتح کے دور رس اثرات جنگ کے مستقبل پر پڑیں گے۔ انھوں نے کہا کہ اس کامیابی کی اس لئے اتنی اہمیت ہوگی جس کی وہ مستحق تھی۔

ترکی کی حکمت عملی

مسٹر وِلکی بعض اعداد و شمار پیش کرنے کے لئے نہیں آئے تھے۔ وہ ترکی اور ترکی کی حکمت عملی کو اپنے طور پر سمجھنے کے لئے آئے تھے۔ وہ ترکی کی غیر جانبدارانہ پالیسی کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ اس کی غیر جانبداری برطانوی اتحاد سے کس طرح مطابقت رکھتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ امریکہ کے دوسرے باشندوں کی طرح واشنگٹن میں بیٹھ کر ترکی کے حقیقی محرکات کا اندازہ نہیں لگا سکتے تھے

مسٹر وِلکی کی آمد گذشتہ سال مسٹر ایڈن کی آمد سے مماثلت رکھتی ہے۔ اس وقت برطانیہ میں بھی ترکی کی پالیسی کو بہت کم لوگ سمجھ رہے تھے۔ جس وقت جرمن فوجیں بلغاریہ میں داخل ہو رہی تھیں اور ترکی کے راستے مشرق وسطیٰ کو خطرہ محسوس ہو رہا تھا لندن کو یقین نہیں تھا کہ ترکی کی پالیسی مشرق وسطیٰ کی حفاظت کے لئے کافی ضمانت ہے چونکہ برطانیہ اور ترکی کی حیثیت متحدین کی ہے اس لئے غلط فہمیوں کو دور کرنے کا صحیح طریقہ یہی تھا کہ ترکی کی پالیسی پر حقیقت دل سے غور کیا جائے چنانچہ گذشتہ فروری میں مسٹر ایڈن انقرہ پہنچے اور انھیں صورت حال کو سمجھنے کی کی پوزیشن کا صحیح اندازہ لگانے اور اس کے محرکات کو دریافت کرنے کے لئے چار گھنٹے صرف کرنے پڑے۔ اس کے بعد لندن نے حکومت برطانیہ کی جانب سے کامل اتفاق رائے کا اظہار کیا اس کے بعد اگر کوئی تنقید ہوئی ہے تو وہ برطانیہ میں نہیں بلکہ امریکہ میں ہوئی ہے۔ جنگ میں امریکہ کی شرکت کے بعد وہاں پہلی بار یہ تنقید ہوئی ہے کہ وہ ترکی کی خارجی حکمت عملی سے اتفاق کر رہا ہے۔

مسٹر وِلکی نے انقرہ آنے کے بعد جن لوگوں سے ملاقات کی ان سے مسٹر ایڈن مل چکے تھے۔ اور وہی سوالات کئے جو مسٹر ایڈن اٹھارہ ماہ قبل کر چکے تھے۔ نتیجہ وہی نکلا اور مسٹر وِلکی مطمئن ہو کر ترکی سے روانہ ہوئے۔ مسٹر وِلکی کا یہ خیال ہے کہ اقوام متحدہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوا اور اب ترکی کو متحدہ کی خاصیت حاصل ہوگی ... چل کر ترکی کی حکمت ہے کہ اقوام متحدہ کا سر گرم رکن بن جائے۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے کو سمجھنے میں کسی کا اشتباہ نہیں

مملکت

جلد (۲) | ۱۲ آذر ۱۳۵۲ ف | نمبر (۲۷)

اسٹالن گراڈ کی حیرت ناک مدافعت

مارشل ٹیموشنکو کے جوابی حملوں کے باوجود اسٹالن گراڈ کے اہم صنعتی شہر کی صورت حال ابھی نازک ہے۔ یہ عظیم الشان معرکہ جس میں ماسکو کے بیان کے مطابق ہٹلر نے دس لاکھ سپاہی جھونک دئے ہیں روسی مدافعت کا ایک محیر العقول کارنامہ ہے۔ اسٹالن گراڈ کی جان توڑ مدافعت اگر ناکام بھی رہی تو اس سے ایک اہم تر مقصد ضرور حاصل ہوگا۔ جتنے عرصے تک یہ جنگ جاری رہے گی ہٹلر کو دوسرے مقامات جنگ کی طرف متوجہ ہونے کی مہلت نہیں ملے گی اور ۱۹۴۲ء کے ختم تک اس کی پوزیشن بدتر ہو جائے گی۔ مبصرین کا خیال ہے کہ موسم سرما میں ہٹلر کو اپنے وسیع سلسلۂ مواصلات کا برقرار رکھنا دشوار ہو جائے گا۔ پھر بھی اس کو گزشتہ سال کی طرح موسم بہار اور موسم گرما کی مہم کے لئے تیاری ضرور کرنی پڑے گی۔ مسٹر وینڈل ولکی کے بیان اور ہٹلر کی برلن والی تقریر سے تصویر کا ایک دوسرا رخ سامنے آتا ہے۔ مسٹر ولکی نے ماسکو پہنچنے کے بعد روس کے نقصانات کی تفصیل بیان کی ہے اور یہ بتلایا ہے کہ دو تہائی روسی آبادی پر نازیوں کا تسلط قائم ہو گیا ہے اور روس کے گیہوں پیدا کرنے والے زرخیز میدانوں پر نازیوں کا قبضہ ہے۔ ہٹلر نے اپنی برلن والی تقریر میں ان واقعات کو خوب اچھالنے کی کوشش کی اور یہ اعلان کیا کہ ۱۹۴۲ء کے لئے نازیوں کا جو مقصد پیش نظر تھا وہ بڑی حد تک پورا ہو گیا۔ مگر ہٹلر کی سوفسطائیت حقائق پر پردہ نہیں ڈال سکتی۔ ۱۹۴۱ء کے اختتام پر ہٹلر نے جو تقریر کی تھی اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ۱۹۴۱ء میں روس کی فوجی طاقت کو پاش پاش کرنا اور اقوام متحدہ کے ایک طاقتور رکن کی حیثیت سے روس کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر روسیوں کی شجاعت نے ہٹلر کو اس کے مقصد میں ناکام رکھا۔

روس کی مشکلات

تاہم ان مشکلات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جن میں روس گھرا ہوا ہے۔ گزشتہ سال یوکرین کے ایسے علاقے جو اناج کے گودام اور ... کی پیداوار کے لئے مشہور تھے اور اس کے زبردست صنعتی مرکز روس کے قبضہ سے نکل گئے۔ اس سال نازیوں نے ڈونٹز کو فتح کر کے دریائے ڈان کے گیہوں پیدا کرنے والے وسیع علاقہ پر قبضہ کر لیا اور اب تیل کے مراکز پر قبضہ کرنے اور اس علاقہ کو روس کے باقی حصے سے منقطع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ محاذ اسٹالن گراڈ اور قفقاز پر مارشل ٹیموشنکو کی مدافعت نے دنیا کو اس قدر حیران کر دیا کہ یہ نقصانات نظر سے اوجھل ہو گئے۔ اگر روس اس سال ان مقبوضہ علاقوں پر ——— خاص کر اناج اگانے والے اور صنعتی رقبوں اور تیل کے مراکز پر ——— دوبارہ قبضہ نہ کر سکا تو غذائی پیداوار اور خام اشیاء کی قلت کی وجہ سے روس کے لئے دشمن کا مقابلہ کرنا دشوار ہو جائے گا۔ برطانیہ اور امریکہ کا یہ فرض ہے کہ روس کی ضروریات کی تکمیل کریں اور سامان جنگ بروقت پہنچائیں۔ ہفتہ گزشتہ کی اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ واشنگٹن میں روس، امریکہ اور برطانیہ کے مابین ایک میثاق تکمیل پایا جس کی رو سے امریکہ اور برطانیہ نے سوویٹ یونین کو اسلحات، سامان جنگ اور دیگر ضروریات مہیا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ مبصرین کا خیال ہے کہ محض سامان جنگ کی فراہمی کافی نہیں۔ گزشتہ موسم سرما میں روس نے جرمن فوجوں کو پسپا کرنے کی جان توڑ کوشش کی۔ روسی فوجیں اپنے مقصد سے کس حد تک قریب آ گئی تھیں اس کا اعتراف خود نازیوں نے کیا ہے۔ خود ہٹلر کو یہ اعتراف ہے کہ روسیوں کے جوابی حملے نازیوں کے لئے ایک بڑی مصیبت ثابت ہو رہے تھے۔ روسیوں نے کھوئے ہوئے علاقوں کے ایک بڑے حصہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا تھا لیکن کلیدی مقامات دشمن ہی کے قبضہ میں رہے جہاں سے وہ تازہ حملے کرنے کے قابل ہو سکا۔ بہر حال مارشل ٹیموشنکو کی سرگرمیوں نے نازیوں کے پروگرام کو الٹ دیا اور اس طرح نہ صرف روس بلکہ اقوام متحدہ کے ساری جنگ کو بچا لیا۔ تاہم سرخ فوج جرمن حملے کو پوری طرح پسپا نہ کر سکی۔

دوسرا محاذ

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی روس تنہا دشمن کا مقابلہ کر رہا ہے۔ سامان جنگ مہیا کرنے کے سوا اقوام متحدہ روس کی کوئی اور مدد نہ کر سکے کیوں کہ وہ مشرق بعید میں ایک دوسرے دشمن کا مقابلہ کرنے میں مصروف تھے۔ برطانیہ کا جنگی صنعتی پروگرام اب مکمل ہونے کے قریب ہے۔ روس کی کوششوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تنہا دشمن کو شکست نہیں دے سکتا تا وقتیکہ یورپ میں ایک دوسرا محاذ قائم کر کے دشمن کے وسائل جنگ کو منتشر کر دیا جائے۔ صورت حال کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد وینڈل ولکی نے دوسرا محاذ قائم کرنے کی اپیل کی تھی۔ اپنے ایک بیان میں جو ماسکو سے جاری ہوا تھا مسٹر ولکی کہتے ہیں کہ:

"روس کے باشندے برطانیہ اور امریکہ سے جو مدد حاصل کرنا ضروری خیال کرتے ہیں اور جس کے وہ اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہیں اس میں دوسرا محاذ بہت نمایاں ہے وہ سامان جنگ اور دوسری امداد کو جو اقوام متحدہ دے رہی ہیں، قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں لیکن اس کو کافی نہیں سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ اس جنگ کا سارا بوجھ ——— جو امریکہ اور برطانیہ کی بھی جنگ ہے ——— تنہا برداشت کر رہے ہیں۔ مجھ سے دوسرے محاذ کی نسبت دن میں پچاس مرتبہ دریافت کیا جاتا تھا۔"

برطانوی مدبرین کا خیال ہے کہ دوسرا محاذ قائم کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا۔ ڈیپ کی مہم سے واضح ہوتا ہے کہ دوسرے محاذ کے قیام میں کن دشواریوں سے دو چار ہونا پڑے گا۔ تاہم غیر جانبدار فوجی مبصرین کا یہ خیال ہے کہ روس نے اپنی تدابیر سے ہٹلر کے پروگرام کو اس سال الٹ دیا اور اگر ضروری مدد مہیا کی جائے جس میں دوسرے محاذ کا قیام بھی شامل ہے تو دشمن کو شکست دی جا سکتی ہے۔

نازیوں کی ناکامی

اسٹالن گراڈ کے محاذ سے جو اطلاعات وصول ہو رہی ہیں ان کی نسبت مبصرین کا خیال ہے کہ ممکن ہے کہ نازی فوجیں اسٹالن گراڈ پر قبضہ کر لیں لیکن وہ اب اس قدر تھک گئی ہیں کہ ۱۹۴۲ء میں کوئی زبردست مہم روس میں جاری نہیں رکھ سکتیں۔ گزشتہ سال اوائل اکتوبر میں ماسکو پر یلغار کرنے لگی تھی اور ہٹلر کا قیاس تھا ... روسی مدافعت کی وجہ سے ماسکو پر ناکام رہا۔ اس سال اسٹالن گراڈ کے محاذ پر مارشل ٹیموشنکو کے فوجی تدبر نے ہٹلر کے نقشے کو الٹ دیا۔ برلن ریڈیو سے پروپیگنڈہ کے اغراض کے لئے یہ کہا جا رہا ہے کہ اب جرمنی کو اسٹالن گراڈ پر قبضہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کا اصلی مقصد حاصل ہو چکا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ موسم سرما میں جرمن فوجوں کے قیام کے لئے اسٹالن گراڈ پر قبضہ کرنا ہٹلر کی سخت ضرورت ہے۔ مارشل ٹیموشنکو کے جوابی حملے نے جرمنی کو مجبور کر دیا ہے کہ اپنی فوجیں شہر اسٹالن گراڈ سے ہٹا کر دوسری سمتوں میں لے جائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مارشل ٹیموشنکو کی فوجیں وسط ڈان تک زبردست مقابلہ کرنے کے بعد جرمن صفوں کو توڑ کر دریائے ڈان کو کئی مقامات پر عبور کر گئیں اور نازی فوجوں کے عقب میں پہنچنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ ایک امید افزا واقعہ ہے جس سے اسٹالن گراڈ کی لڑائی کے مستقبل کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک نازک دور

گزشتہ ماہ [illegible]

وزیر ہند نے ایک تقریر میں کہا تھا کہ ... اس اقدام کو
کرنے سے بہت ناکام رہے۔ اس کی وجہ بیان کی گئی تھی کہ جرمنی کو
روس میں اپنی مہم جاری رکھنے کے لئے تھوڑی سی مہلت مل گئی
تھی اور موسم اس مہم کے لئے سازگار تھا۔ یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا
کہ موسم سرما شروع ہونے سے قبل جرمن فوجیں اسٹالن گراڈ سے
گزر کر استراخان اور قفقاز وغیرہ پر قبضہ کر لیں گی اور اس کے بعد
شمال سے ماسکو اور لینن گراڈ کی طرف پھیر دے گا۔
دوسری طرف سمندروں میں اقوام متحدہ کے جہاز پہلے سے
زیادہ تعداد میں ڈوبتے جا رہے تھے۔ اگر جہازوں کے
ڈوبنے کی رفتار یہی رہتی تو اقوام متحدہ کے رسل اور رسائل
اور سامان جنگ پہنچانے کا راستہ ہی باقی نہ رہتا۔ مشرق بعید
میں یہ خطرہ لاحق تھا کہ اگر جاپان موسم بارش میں ہندوستان پر
حملہ بھی کرے تو آسٹریلیا پر ضرور حملہ کرے گا۔ مصر میں آٹھویں
فوج کے پیچھے ہٹ جانے کی وجہ سے اسکندریہ خطرے میں تھا۔
اب یہ نازک دور گزر چکے اور صورت حال وہ نہیں رہی جو
اس سے قبل تھی۔ روسیوں نے اسٹالن گراڈ اور قفقاز کے محاذ پر
اپنی مدافعت کر کے جنگ کے نقشہ کو الٹ دیا اور اس وقت
ماسکو اور لینن گراڈ کو فوری کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اگرچہ
ابھی موسم سرما پوری طرح شروع نہیں ہوا ہے لیکن جرمن فوجیں
اپنی مہم کو اب اطمینان کے ساتھ جاری رکھنے کے قابل نہیں
ہیں۔ اور روسی حالت کو تلخ تر بنا دینا ان کے لئے اس وقت ممکن نہیں۔
مصر میں آٹھویں فوج کو کافی کمک پہنچ چکی ہے اور اقوام متحدہ
مقابلے کے لئے کافی تیار ہو چکی ہیں۔ بحر الکاہل میں جاپان اپنے
مقاصد حاصل کرنے میں اب تک کامیاب نہیں ہوا ہے نیو گنی اور
جزائر سلیمان میں اقوام متحدہ اس کو پیچھے دھکیل رہی ہیں۔ اگرچہ
یہ نازک دور گزر چکے لیکن اقوام متحدہ ابھی خطرے سے
باہر نہیں ہوئیں۔ تاہم صورت حال اقوام متحدہ کے لئے امید افزا
ہوتی جا رہی ہے۔

کانگریس پر مہاراجہ نوانگر کا الزام

لندن: سنڈے ایکسپریس کے نمائندے مسٹر
جارج سلوکر سے ایک صحافتی ملاقات کے دوران میں
مہاراجہ نوانگر نے کہا کہ وائسرائے کی کونسل کو بالکلیہ ہندوستانی
بنانا ضروری ہے اور وائٹ ہال کو امور خارجہ اور مالیات میں
مداخلت نہ کرنی چاہئے۔
جام صاحب نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ زیادہ تر
کمانڈر ان چیف اور کابینہ جنگ کے ہاتھ میں اسی طرح رہیں گے
جس طرح کہ اب ہیں۔ کونسل کو کام بدل کر آسانی سے ...
کی مخالفت کے طور پر پیدا رکھنا مفید ہوگا۔ کرپس کی گفت و شنید
کی ناکامی کے اسباب پر بحث کرتے ہوئے مہاراجہ نوانگر نے
کہا کہ مجلس عاملہ کانگریس کے نزدیک کرپس کی تجاویز میں
وہ سب کچھ موجود تھا جو وہ چاہتی تھی۔ مجلس عاملہ کی اکثریت
ان کو قبول کرنے کی طرف مائل تھی لیکن اس کے بعد ایک
بار ... مجلس عاملہ کی روش میں تبدیلی واقع ہو گئی۔
گاندھی جی کے اس بیان نے تجاویز کرپس کو مسترد کرنے

وجوہ ظاہر نہیں ہوتے کہ "ہم کو ایک ایسے بنک کے نام
چیک دیا جا رہا ہے جو سرعت کے ساتھ دیوالیہ ہو رہا ہے۔"
اس وقت کانگریسی لیڈر یاد کرتے تھے کہ جاپان
عنقریب ہندوستان پر حملہ کرے گا اگر انہوں نے ان تجاویز کو
قبول کر لیا تو ان کو برطانوی ساتھ جنگ میں تعاون حاصل کرنا
پڑے گا۔ لیکن اگر وہ ان تجاویز کو مسترد کر دیں تو وہ دعویٰ
کر سکیں گے کہ وہ ابتدا ہی سے جنگ کے خلاف تھے
اس لئے وہ اس بنا پر رعایت کے مستحق ہیں۔
مہاراجہ نے مسٹر سلوکر سے یہ بیان کیا کہ کانگریس
پر بالکلیہ مسٹر گاندھی کا تسلط ہے۔ جب تک مسٹر گاندھی زندہ
ہیں وہ غیر مسئول لیڈر رہیں گے۔ ہندوستانیوں کی نفسیات
سے مسٹر گاندھی سب سے زیادہ واقف ہیں۔ ہم عجیب و غریب
لوگ ہیں۔ اگر کوئی شخص ہمیں دولت اور اقتدار دے گا تو
ہم اس کے دینے سے انکار کریں گے۔ لیکن اگر وہ مسٹر
گاندھی کی طرح بظاہر دنیاوی چیزوں کو ترک کر دے
تو اپنا سب کچھ اس کو دے دیں گے۔ میں ہندوستان
کی آزادی کے بارے میں کسی سے پیچھے نہیں لیکن میں جانتا
ہوں کہ اگر آج آزادی لے تو ہم کل اس کو کھو دیں گے
ہم آزادی کے مستحق نہیں بن سکتے جب تک کہ ہم اس کی
حفاظت کے قابل نہ ہوں۔

تنقید و تبصرہ

جنگ زدہ ممالک

یہ کتاب مولوی میر حسن صاحب منتظم اداره
نشر گاہ والاشکی حیدر آباد نے مرتب کی ہے اور ادارہ طالب
جدید کی جانب سے شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب میں
بیس ممالک پر مختلف اصحاب کے مضامین جمع کئے گئے
ہیں جن میں سے اکثر وہ تقریریں ہیں جو نشر گاہ حیدر آباد
سے نشر ہو چکی ہیں اور بقیہ مضامین ایسا محسوس ہوتا ہے
کہ کتاب چھاپنے کے لئے کئی حضرات سے شاید جلدی
میں لکھوائے گئے ہیں۔ خود مرتب صاحب کے تین مضامین
رومانیہ، یونان، اور ایران پر ہیں۔ کتاب کافی دیدہ زیب ہے
اس کی کتابت اور طباعت کافی اطمینان بخش ہے بلکہ
حقیقت یہ ہے کہ حیدر آباد میں بہت کم کتابیں اتنی صاف
اور ستھری چھپی ہیں۔ اردو کتابوں کی سنت یہ ہے جیسے
کتابت کی غلطیاں اس میں بھی موجود ہیں۔ قطع نظر ان جزوی
نقائص کے یہ کتاب بحیثیت مجموعی کافی اچھی ہے مگر
اس کتاب کے پڑھنے والوں میں ان ممالک کی "جنگ زدگی"
کی نسبت وہ احساس پیدا نہیں ہوتا جس احساس کے تحت
اس کا نام "جنگ زدہ ممالک" رکھا گیا ہے۔ تقریباً
بیس ملکوں کی نسبت مواد فراہم کیا گیا ہے جو (۲۵۳)
صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ پوری کتاب کو تفصیلی طور پر
پڑھنے کے بعد مضمون نگار چار گروہ میں منقسم نظر آتے ہیں۔
ایک گروہ تو ان مضمون نگاروں کا ہے جنہوں نے خود
ان ممالک کا سفر کیا ہے یا وہاں کے حالات اور تاریخ سے
کافی دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ مضامین حالات اور واقعات کا
کیا ... پیش کرتے بلکہ دلچسپ سفرنامے اور سچے
تاثرات ہیں جو اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ دوسرا
گروہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ممالک پر جو مضامین انگریزی
زبان میں شائع ہوئے ہیں یا انگریزی جرائد میں جو مضامین
چھپے ہیں ان کا ترجمہ کرنے والوں کا گروہ ہے۔ تیسرا گروہ
ایسے مضمون نگاروں کا ہے جنہوں نے ان خاص ممالک
کی نسبت کچھ پڑھا ضرور ہے لیکن وہ اپنے مضامین کو دلچسپ
نہ بنا سکے۔ چوتھا گروہ ان اصحاب کا ہے جن کے مضامین
سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے خیالات کو دلچسپ
پیرایہ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

مرتب صاحب نے اپنے دیباچہ میں تحریر
کیا ہے کہ "اگر یہ مجموعہ مختصر اور ان جنگ زدہ ممالک کے
وسیع وسائل اور شاندار روایات کی بدولت ان کے
مستقبل کے بارے میں امید افزا اور رجائی جذبات کو
ابھارنے میں کامیاب ہو گیا تو ناشر کی محنت ٹھکانے لگ گئی۔"
ہمارا خیال ہے کہ چند خاص ممالک کی حد تک ناشر صاحب
کی محنت ضرور ٹھکانے لگی ہے۔ ہالینڈ، ڈنمارک، ناروے
سوئٹزرلینڈ، مصر، عراق، ایران، چین اور جاپان پر جو
مضامین شائع ہوتے ہیں وہ ان میں تالیف کے مقصد کو پورا
کرتے ہیں۔ بقیہ ممالک پر اکثر مضامین ... کے مترجم ۴

۴ ہوتے ہیں۔ خاص کر ارمینیہ پر جو مضمون شائع ہوا ہے
اور جس سے کتاب کی ابتدا ہوتی ہے وہ سب سے بھدا
اور غیر دلچسپ مضمون ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی ہفتہ وار
انگریزی اخبار کے جنگی تبصرہ کا غیر دلچسپ اور غلط ترجمہ پیش
کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں ایک جگہ مضمون نگار صاحب
تحریر کرتے ہیں کہ "بلقان میں اس کی کامیابیاں شباب کی
منزلوں پر نہیں پہنچ سکی تھیں" شاید یہ کسی انگریزی
جملہ کا بھونڈا ترجمہ ہے۔ بہتر ہوتا کہ اس مضمون کو کتاب
میں شامل نہ کیا جاتا۔ جہاں اس کتاب میں اچھے اچھے
مضامین ہیں وہاں اس کی ابتدا اگر ایسے بھونڈے مضمون
سے ہو تو پڑھنے والوں پر کتاب شروع کرتے ہی برے
اثرات مرتسم ہوتے ہیں۔ بہر حال دو روپے چار آنہ خرچ
کر کے یہ کتاب پڑھ سکتے ہیں۔ اس کتاب کو ضرور پڑھنا
چاہئے۔ جنگ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب
غیر مفید نہ ہوگی۔

اصلاحات کا دوسرا قدم

سیاسی اصلاحات کی جدید اسکیم کے مطابق گزشتہ سال دیہاتی اضلاعی کانفرنسوں کے انتظام کے بعد ہی حکومت سرکار عالی نے دستور کے ایک اہم جز یعنی متعدد آئینی مشورتی مجالس کے قیام کے بارے میں جس مستعدی سے فیصلہ کیا ہے اس سے عام اطمینان محسوس کیا جائے گا۔ یہ مجالس مالیات، مذہبی امور، کسی ترقی، تعلیمات، صحت عامہ، زرعی ترقی اور ہندؤں اور مسلمانوں کے اوقاف جیسے بنیادی اہمیت رکھنے والے امور کے لئے جداگانہ قائم کی جائیں گی اور ان کی سرگرمیاں قومی تعمیر کے تقریباً تمام شعبوں پر محیط ہوں گی۔ ان مجالس کی تشکیل اور ان کے فرائض و اختیارات سے متعلق تفصیلی قواعد و ضوابط بھی عام اطلاع کی غرض سے شائع کئے گئے ہیں۔ یہ مجالس دستوری اصلاحات کی اس کمیٹی کی سفارشات کی بنا پر قائم کی گئی ہیں جو دیوان بہادر آراوامو آینگر کی صدارت میں قائم ہوئی تھی اور جس کی غیر سرکاری رکنیت مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ اور میر اکبر علیخان صاحب پر مشتمل تھی۔ دستور کے مطابق ان مجالس کو بہت وسیع نوعیت کے مشاورتی اختیارات عطا کئے گئے ہیں کیونکہ یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ محکمہ سے متعلق تمام مسائل اور جدید مصارف عائد کرنے والی تمام اسکیمیں ان کی رائے طلب کرنے کی غرض سے پیش کی جائیں۔ اگرچہ کہ نظم و نسق کی تفصیلات سے ان مجالس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ مزید برآں ان مجالس کے دائرۂ اختیار میں بالعموم جو امور ہوں گے ان کے علاوہ بھی صدر المہام سرکار عالی اپنے صوابدید پر ان امور سے متعلق ایسے معاملات میں مجالس کی رائے طلب کر سکیں گے جن کے متعلق وہ ان کے مشورے کو مفید تصور کریں۔ صدر المہام متعلقہ ان مجالس کی صدارت کریں گے اور انہیں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کسی فیصلہ کی سفارش کرنے یا اسے اختیار کرنے میں مجلس کی رائے کا واجبی لحاظ رکھیں۔ مجلس کی رائے سے اتفاق نہ ہونے کی صورت میں صدر المہام متعلقہ اختلاف کے وجوہات بیان کرتے ہوئے اس معاملہ کو صدر اعظم باب حکومت کے پاس پیش کریں گے اور صدر اعظم بہادر کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اس معاملہ کو مکرر غور کرنے کے لئے صدر مجلس کے توسط سے مجلس کے پاس واپس بھیجدیں۔ عاملانہ ہدایات میں یہ بھی سفارش کی گئی ہے کہ صدر المہام سرکار عالی کو ان مجالس کے سامنے دوسرے معاملات پیش کرنے کا جو اختیار ضابطہ کی رو سے عطا کیا گیا ہے اس سے زیادہ استفادہ کیا جائے اور موضوعات کے دائرہ عمل کی تاویل میں فیاضانہ طرز عمل کی ضرورت مد نظر رہے۔ ان ہدایات میں مجوزہ اداروں کے مشورے کے ذریعہ قائم شدہ مجالس کے سوا دوسری مجالس کے مقابلہ میں آئینی مجالس کی فوقیت پر بھی زور دیا گیا ہے۔

حکومت سرکار عالی کے فیصلہ کے مطابق مجلس امور مذہبی کے سوا تمام آئینی مجالس میں دس سے کم اور بیس سے زیادہ اراکین نہ ہوں گے جن میں سرکاری اور غیر سرکاری اراکین کی تعداد مساوی ہو گی اور جملہ حکومت کی جانب سے نامزد کئے جائیں گے۔ سوائے ان اراکین کے جو بہ اعتبار عہدہ نامزد ہوتے ہیں تمام اراکین کی میعاد رکنیت تین سال ہو گی لیکن وہ آئندہ میعاد کے لئے دوبارہ نامزد ہو سکیں گے۔ عموماً ہر مجلس کی سال میں چار نشستیں ہوا کریں گی لیکن صدر کو یہ اختیار ہوگا کہ حالات کے مدنظر مجلس کی خاص نشستیں طلب کرے۔ مجالس کی یہ ایک دلچسپ خصوصیت ہے کہ بہ حیثیت صدر مجلس صدر المہام متعلقہ کے تفویض یہ کام بھی ہوگا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے مجلس کے فیصلوں کو متفقہ بنانے کے لئے مختلف اراکین کے ہم خیال ہو جانے میں امداد کریں۔

مجلس امور مذہبی کا تذکرہ خاص طور سے ضروری ہے۔ آینگار کمیٹی نے اس مجلس کے قیام کی سفارش نہیں کی تھی بلکہ اس نے مذہبی رسوم سے متعلق بعض شکایات اور شبہات کی جانچ کے لئے ایک عارضی کمیشن مقرر کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ لیکن حکومت اس کے بجائے آئینی مجلس کی شکل میں ایک مستقل ادارہ قائم کر رہی ہے تاکہ وہ ایسی مذہبی شکایتوں اور دقتوں کی جانچ اور ان کی نسبت اپنی سفارشات پیش کرے جو موجودہ قواعد وضوابط پر عمل کرنے کا نتیجہ ہوں اور عوام میں کافی اہمیت رکھتی ہوں اور جنہیں وقتاً فوقتاً درخواستوں اور محضروں کے ذریعہ حکومت کے علم میں لایا جائے۔ حضرت اقدس و اعلیٰ سے منظور فرمائے ہوئے قواعد و ضوابط میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ یہ مجلس مختلف فرقوں کی کافی نمائندہ ہو تاکہ اسے عوام کا اعتماد حاصل رہے۔ جہاں تک کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا تعلق ہے ان کی نمائندگی سرکاری اور غیر سرکاری دونوں قسم کے اراکین میں مساوی ہو گی۔ سر ہتوں کا اس ضمن میں بطور خاص ذکر کر دیا گیا ہے اور مجلس کے چند اراکین میں وہ شامل رہیں گے دوسری مجالس کی طرح بہ حیثیت مجموعی اس مجلس میں بھی سرکاری اور غیر سرکاری اراکین کی تعداد مساوی ہو گی۔ صدر المہام متعلقہ کے نام جاری کردہ ہدایات کے بارے میں یہ خیال ہے کہ ان میں حکومت پر یہ واجب قرار دیا گیا ہے کہ غیر سرکاری اراکین کو نامزد کرتے وقت اس کا خیال رکھیں کہ وہ ایسے لوگ ہوں جو عوام میں اہمیت حاصل رکھتے ہوں جو اس کا اثر بھی ہو ذاتی طور سے دیانت اور آزادانہ رائے کے لئے شہرت رکھتے ہوں اور جن امور کے متعلق حکومت کو مشورہ دینے کے لئے انہیں طلب کیا جائے ان میں وہ گہری دلچسپی لیتے رہے ہوں یا یہ توقع ہو کہ ان امور سے معقول دلچسپی لیں گے۔

مسرات حیدرآباد

پبلک کارکنوں کے مشاغل

کھادی پرچار سنگھ کی جانب سے جو چرخہ سپتاہ آغاز کیا گیا تھا اس کے افتتاح کے موقع پر مسٹر پرابھنت راؤ اور مسٹر رامچندر راؤ اکثر نے کھادی کی اہمیت پر تقریریں کیں۔

مسٹر جناردھن راؤ دیسائی سابق صدر کانگریس کانفرنس مسٹر کاشی ناتھ راؤ کے ساتھ رائچور روانہ ہوئے کہا جاتا ہے کہ رائچور میں بعض واقعات کی تحقیقات عمل میں لائی جائے گی۔

آریہ سماج نلگنڈہ نے یہ طے کیا ہے کہ ۳ آذر کو بوقت (۴) ساعت زیر قیادت مسٹر نارائن ریڈی جلوس نکالا جائے۔

بتاریخ یکم اکتوبر زیر صدارت جگناتھ راؤ صاحب وکیل ہائی کورٹ یادگیر میں کھادی پرچار سنگھ کا قیام عمل میں آیا۔

شاخ کھادی پرچار سنگھ کو کنور میں گاندھی جینتی منائی گئی۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر ۳ آذر کو دہلی سے حیدرآباد واپس تشریف لائے۔

معتمد صاحب مجلس اتحاد المسلمین اطلاع دیتے ہیں کہ ۷ آذر کو بوقت (۱۱) ساعت دفتر مجلس واقع بیگم بازار میں اجلاس شوریٰ منعقد ہوگا۔

مسٹر کلیم الدین انصاری عہدہ داروں کی ترقی سے متعلق ایک صحافتی بیان میں کہتے ہیں کہ ضابطہ ملازمت میں مزید ایک ترمیم کی ضرورت ہے کہ ایک دفعہ وظیفہ پر علیحدہ ہونے والے ملازمین کو دوبارہ کسی خدمت پر خواہ وہ کسی نوعیت کی ہو مامور نہ کیا جائے۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ایک شخص کسی خدمت سے وظیفہ پر اس لئے علیحدہ ہو کہ اس کی عمر پوری ہو چکی ہے اور پھر دوسری خدمت پر وہ اپنی جگہ کا مامور کیا جائے۔ اور بعض اوقات اس کے لئے نئی خدمات تراشی جائیں، نوجوانوں کے رونے کی غرض اس وقت تک یہ بات ممکن نہ ہوگی جب تک اس عمل کو بھی مسدود نہ کیا جائے۔ امید ہے کہ ہماری حکومت اس جانب بھی توجہ کرے گی۔

"ہم ہندوستان نہیں چھوڑیں گے"

دار العوام میں وزیر ہند کا بیان

لندن ۸ اکتوبر دار العوام میں مسودہ قانون ہند و برما کی دوسری خواندگی کی تحریک کرتے ہوئے جس کا مقصد گورنر جنرل اور صوبائی گورنروں کے اختیارات کی تجدید ہے مسٹر ایمری نے دار العوام میں کہا کہ اس مسودہ میں ہندوستان کے موجودہ مستقل کا سارا مسئلہ اٹھا گیا ہے۔ ہندوستانی قومیت اور ہندوستان کی قسمت کو ہندوستانی ہاتھوں میں بیرونی قوت سے آزاد دیکھنے کی خواہش ہندوستان کی کسی ایک جماعت تک محدود نہیں بلکہ یہ خواہش سب کی ہے۔ برطانیہ نے ہندوستان اور دنیا کے سامنے اس کا باضابطہ وعدہ کر لیا ہے۔ برطانوی حکومت کے نام سے ایمری نے آج اس وعدہ کو دہرایا۔

مسٹر ایمری نے زور دیا کہ ہندوستان میں جو کچھ کیا گیا اس کو بغیر جانے یا بلا خواہی کہنے کہ ہم سب سے آخری ہوں گے انسانی تاریخ میں کبھی بیرونی اثر نے ایسے بڑے ملک کی خوشحالی اور مسرت میں اتنا حصہ نہ لیا۔

"ہم کسی کے حکم پر ہندوستان نہیں چھوڑیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان ہماری خیر اندیشی کے ساتھ آگے بڑھے اپنی ہی قیادت میں مستقبل کی تعمیر کرتے ہوئے جو کچھ ہندوستان کے لئے کیا اس کو بھی مستقل مسئلہ کا حل نہیں سمجھا"

گاندھی جی کی آمریت

انھوں نے کہا کہ گاندھی جی کا انقلاب کا تصور ہمیشہ عدم تشدد کا رہا لیکن اس سے اس کی اصلی نوعیت نہیں بدلی۔ عہد حاضر کے سیاسی مناظر میں کوئی چیز انقلاب پسند لیڈر سے زیادہ دلچسپ اور خطرناک نہیں رہا ہے جو نہ صرف راست شخصی اثر سے ایک بہت طاقتور سیاسی نظام پر قابو رکھنے کے قابل ہے بلکہ اپنی مرضی کے خلاف اپنے رفقاء کو جانے بھی نہیں دے سکتا۔ یہ اثر بے رحمانہ طاقت کے جرمن جذبہ پر بھی ہو سکتا ہے یا غیر متشدد علم باطن پر بھی لیکن نتیجہ ایک ہی قسم کی آمریت ہوتا ہے۔

"برطانوی تجویز کے استرداد کے اثرات کا رد کرنے اور کانگریس کو متحد آگے بڑھانے کی یہ تحریک، یہ بغاوت ہندوستان کی روزمرہ زندگی کو مفلوج بنانے اور ہندوستان کی امیت دفاع کو برباد کرنے کی یہ تجویز برطانوی حکومت کی قیادت پالیسی کو شکست دینے کے لئے عمداً اختیار کی گئی۔ مختلف قراردادوں کا سلسلہ محض دھوکہ کی ٹٹی تھا۔"

ذمہ داری گاندھی جی اور کانگریس پر

ایک ممبر نے ایمری سے پوچھا کہ آیا وہ اس دلیل کی تائید میں دستاویزات کا حوالہ دے سکتے ہیں کہ کانگریس جماعت نے بحیثیت انقلابی جماعت کے کام کیا۔ ایمری نے جواب دیا کہ وہ ان نتائج کا اظہار کر رہے ہیں جو بیشتر حالات کے بعد نکلتے ہیں۔ یہ انقلابی تحریک کانگریسی جماعت کی قرارداد کی منظوری کے بعد گاندھی جی سے گفت و شنید کا کوئی نتیجہ شاید نکلتا۔ تحریک و رسائل میں زیادہ مکمل قبل اندازی کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ حکومت ہند کی فوری اور مضبوط کارروائی نے شاید ہندوستان اور سارے اتحادی مقصد کو سخت تباہی سے بچا لیا ہے۔ ہم ابھی جنگل سے باہر نہیں ہوئے ہیں۔ روزانہ منتشر فسادات کی اطلاعیں ابھی آ رہی ہیں۔ اس کی ساری ذمہ داری گاندھی جی اور کانگریسی جماعت پر ہے۔

مسلمان بالکل الگ ہیں

اس دعوے سے مد نظر کہ کانگریس اصلاً ہند و نظام ہے "اور گاندھی جی کے" ہندو عوام پر اثر کے مد نظر یہ بات معنی خیز ہے کہ مسلم آبادی فسادات سے بالکل الگ تھلگ ہے اور عہدہ داروں کی مدد کر رہی ہے۔ جہاں تک کانگریسی جماعت کا تعلق ہے ان کے لیڈروں نے اپنی ہی کارروائی سے اپنے کو خارج کر لیا ہے۔ اس کا سوال نہیں کہ حکومت ہندان سے گفتگو کرے گی یا دوسروں کو کرنے دے گی تاوقتیکہ وہ عہدہ داروں پر واضح نہ کر دیں کہ انھوں نے غیر آئینی طریقوں سے ہندوستان کو مجبور کرنے کا خیال ترک کر دیا ہے اور ہم سے اور اپنے ہم وطنوں سے سمجھوتہ کرنے پر تیار ہیں "دروازہ" کسی ایسی تجویز پر موافقانہ غور کے لئے کھلا ہے جس سے برطانوی اعلان کے چوکھٹے کے اندر ہندوستانی جماعتوں کے لیڈر اتفاق کریں۔

وائسرائے کی سرگرمی

ایمری کے بیان سے قبل ارکان دار العوام نے متعدد سوالات کئے۔ جواب میں انھوں نے بتایا کہ وائسرائے ہندوستانی لیڈروں سے راز کی گفتگو کر رہے ہیں لیکن انھوں نے یہ ظاہر کرنے سے انکار کیا کہ کیا ہوا۔ اس ربط کے علاوہ جو وائسرائے اگزیکیٹو کونسل کے غیر سرکاری ارکان سے رکھتے ہیں، جن کا قریب ترین تعلق نمائندہ سیاسی رائے سے ہے، وائسرائے نے ۲۰ اگست کے بعد سے قومی مجلس دفاع کا سہ روزہ اجلاس کیا اور انفرادی ارکان سے گفتگو کی۔ انھوں نے ہندو مہا سبھا کے لیڈروں نیز متعدد غیر سرکاری اشخاص سے ملاقات کی۔ حالیہ واقعات کی نسبت مجھے اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ گو قطعی نتائج کی ابھی تک اطلاع نہیں ملی ہے لیکن ہندو مہا سبھا کے لیڈر دوسرے سیاسی لیڈروں کے ساتھ گفتگو مزید مدت تک جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ سرتی بی سپرو اور ڈاکٹر جیکر سے بیانات کے مشوروں پر احتیاط کے ساتھ توجہ کی جا رہی ہے۔

دوسرے سوالات کے جواب میں ایمری نے کہا۔

"آیا وائسرائے مسٹر گاندھی کو اور میں یاد کرتا ہوں ارکان مجلس عاملہ کانگریس کو دئے جاتے ہیں۔ انھیں فی الوقت بیرونی دنیا سے نامہ و پیام کرنے نہیں دیا جاتا سوائے اپنے خاندانی امور پر خط و کتابت کے۔ لیکن مجھے شبہ نہیں ہے کہ وہ ان افسوسناک واقعات کی نسبت جن کی ذمہ داری انھیں بھی جانا چاہئے اپنے خیالات کسی وقت بھی عہدہ داروں پر ظاہر کر سکتے ہیں۔"

مسٹر ایملی کا بیان

مباحثہ کو ختم کرتے ہوئے مسٹر ایملی نے کہا۔ ہم سب ہندوستانی مسئلہ کا تصفیہ چاہتے ہیں لیکن ہمیں اس مسئلہ کا مقابلہ حقیقت پسندی اور صاف گوئی کے جذبہ کے ساتھ کرنا چاہئے۔ کسی طرح بھی جب کہ ہندوستانی سیاس پسند کریں ان کو صوبائی حکومتوں پر پورا قابو حاصل ہو سکتا ہے جو عوام کی دلچسپی کے ۵۰ فیصدی مسائل سے متعلق ہیں۔ یہ مسئلہ ایسے چلتے ہوئے فوراً سے طے نہیں پا سکتا کہ ہندوستان ہندوستانی باشندوں کو دیدو۔ ایک چیز جس کے لئے ہم یہ جنگ لڑ رہے ہیں اقلیتوں کے زندہ رہنے کا حق ہے۔ ہمارا یقین کئی بتدریج قائم ہے۔ یہ کوئی سخت یقین کی نہیں۔ کانگریسی جماعت نے جمہوریت کے طریقے ترک کر کے جبر و تشدد کو آزمایا۔ کوئی شخص مسٹر گاندھی سے بہتر نہیں جان سکتا کہ ہندوستانی حالات کے تحت سول نافرمانی تشدد پر منتج ہو جاتی ہے۔ یہ ایک نہایت قابل افسوس بات ہے کہ اپنی زندگی کے ختم پر انھوں نے ایسی کارروائی کی جس میں بے گناہ آدمی مارے گئے۔ سب سے بڑھ کر ہم کو قانون اور نظم قائم رکھنا ہے۔ ہندوستان کے سے بڑے ملک میں فسادات کو شروع ہونے دینا سخت خطرناک ہے۔ اگر ہم ایسے آدمیوں سے گفت و شنید شروع کریں جو کانگریس کی سی مہم چلا رہے ہوں تو یہ ہندوستانی جمہوریت کے مستقبل سے غداری ہوگی اور ہم اس کے لئے تیار نہیں ہیں کہ ہم اپنے اتحادیوں کے ساتھ بھی غداری کریں۔ ...... ہم اپنے حق کو مضبوطی سے قائم رکھیں۔ میں ہندوستانی لیڈروں سے کہتا ہوں کہ غور و فکر کریں۔ خصوصاً اکثریت یعنی ہندوؤں کے لئے جو ہمیشہ جنگی خواہش سے زیادہ تعداد اور مالی طاقت پر بھروسہ کرتے رہے اس سے بدتر چیز کوئی نہیں ہو سکتی کہ ایک ایسی حکومت کی نظیر قائم ہو جو اقلیت کے تشدد سے دب جائے۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

"حقیقت روز روشن کی طرح سامنے آگئی کہ مشترکہ انتخاب کتنا بڑا فریب ہے" (قائد ملت)

مجلس وضع قوانین کے لئے وکلاء کے انتخاب کے سلسلہ میں مقامی جرائد نے یہ خبر شائع کی تھی کہ مشترکہ انتخاب کے ذریعہ دو وکلاء منتخب ہوئے ہیں ایک ہندو اور ایک مسلمان ہے۔ قائد ملت کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کامیاب امیدوار ہندو ہیں۔ شاید جرائد نے غلطی سے کسی مسلمان وکیل کا نام بھی کامیاب امیدواروں میں شامل کر دیا۔ اگر ایسا ہے تو ہم بھی یہی کہیں گے کہ "مشترکہ انتخاب کتنا بڑا فریب ہے"۔

"یاران وطن کی تمنا ہے اتحاد کا پول کھل گیا اور ثابت ہو گیا کہ وہ ملت اسلامیہ سے اتحاد نہیں چاہتے بلکہ ملت سے پھوٹ کرانے والوں کو گلے لگا کر ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ (قائد ملت)

ہمیں مولوی عبداللہ صاحب قادری ایڈوکیٹ سے پوری ہمدردی ہے۔ انتخابات وکلاء میں کامیاب ہونے کے بعد دائرہ اسلام سے خارج کیا جانا واقعی ایک بڑا سانحہ ہے۔ ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ حیدرآباد میں مسلمان ہونے کے لئے توحید اور رسالت پر ایمان لانا کافی نہیں۔ مسلمان وہ ہے جو آمرانہ قیادت پر ایمان لائے ورنہ اس کو نہ اس دنیا میں نجات ملے گی نہ اس دنیا میں۔

رہی یاران وطن کی تمنائے اتحاد سو اس کی نسبت واقف کار حلقوں کا بیان ہے کہ تمنائے اتحاد کا پول تو اس وقت کھل گیا جب وقت "جمعیت المشائخ" "جمعیت علماء" معرض وجود میں آئی۔

خود لیگ کے حلقوں میں مسلمان طلباء کی جماعتیں جن کے جذبات لیگ سے وابستہ ہیں مسلمانوں کے تجارتی طبقوں میں جو سیاسی فرقہ بندی سے آزاد ہیں ہر جگہ ہر طرف یہ سوال کیا جا رہا ہے کہ آخر مسٹر جناح کب تک خاموش بیٹھے رہیں گے اور اس خاموشی اور بے عملی کی حالت میں کب تک ان کی لیڈری قائم رہ سکے گی (ایک معاصر)

برطانوی ہند کی تو ہمیں خبر نہیں۔ ہمارے لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ وہاں قومی مسلم طلباء میں اور مسلم تجارتی حلقوں میں کوئی بے چینی پیدا ہو رہی ہے یا یہ بھی کانگریس کا پروپیگنڈہ ہے۔ مگر اتنی بات تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ مسٹر جناح کے خلاف حیدرآباد سے جو طوفان اٹھ رہا ہے وہ مسٹر جناح کی کشتی قیادت کو ڈبو کر رہے گا۔

مجلس نے ان لوگوں کو پہچان لیا جو اپنی ہیئت پر نہیں بلکہ پائے مردی ہمسایہ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور اس کو قمرو بنا کر جنت ارضی میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ (قائد ملت)

ہمارے خیال میں "پائے مردی ہمسایہ" کے بجائے "بیت الامت" اور "جنت ارضی" کے بجائے "ایوان حکومت" کہا جاتا تو زیادہ صحیح ہوتا۔

جشن سالگرہ کے جلسہ میں ایک رکن بلدیہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ:

"اس وقت دنیا میں جو پریشانی پھیلی ہوئی ہے اس سے ہم خدا کے فضل سے بچے ہوئے ہیں"

مگر بعض ارکان بلدیہ کے غیر ضروری مشوروں سے مزدوران بلدیہ آئے دن پریشانی میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں اور بعض ارکان بلدیہ کی رکشا میں غیر معمولی دلچسپی اور اضافہ امراض مہیہ و کشش کے موسم میں اضافہ کر رہی ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔

سیاسی مفاہمت سے ہندو مہا سبھا کی مایوسی (ایک اخباری سرخی)

اور ہم بھی ہندو مہا سبھا کی روش سے مایوس ہو رہے تھے مگر شاید ہمیں ایک شاعر کا یہ قول یاد آگیا۔

خوگر ہے خیال مشترک دماغ
قلب کی دہریت ہے مایوسی

ان تمام حالات کے پیش نظر میں اس شکست کو شکست تسلیم کرنے سے قطعاً انکار کرتا ہوں (قائد ملت)

اس خصوص میں ہم بالکل آپ کے ہم خیال ہیں۔ یہ شکست اتحاد المسلمین کی شکست نہیں بلکہ آمرانہ قیادت کی شکست ہے۔

ایک مراسلہ نگار نے ٹائمز آف انڈیا میں تحریر کیا ہے کہ

گاندھی جی کے ان پرستاروں نے جو خاندیش میں رہتے ہیں ۲ مراکتوبر کو گاندھی جینتی بڑے شاندار طریقے سے منائی۔ چالیس گاؤں کے قریب ریلوے لائن میں رخنے ڈالے گئے اور پنجاب ایکسپریس پٹڑی سے اتر گئی۔ اس حادثہ میں تین ڈبے ٹوٹ گئے (۱۲) آدمی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔ یہ سب ہندوستانی تھے۔ توقع ہے کہ عدم تشدد کے علمبردار کو اس تحفہ سے بڑی مسرت ہوگی۔

شاید مراسلہ نگار کو خبر نہیں کہ محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔

---

۲ امرداد۔ مولوی میر عالم خاں صاحب رکن عدالت العالیہ کا تقرر عدالت العالیہ کی بیرسٹر مجلس پر عمل میں آیا۔ آپ حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے اور آپ کی ابتدائی تعلیم حیدرآباد میں ہوئی۔ آپ حیدرآباد کے ایک اعلیٰ خاندان کے رکن ہیں۔ (اخباری اطلاع)

سال نو کی یہ خبر حقیقت میں نہایت خوش آئند ہے۔ "سال کہ نکوست از بہارش پیداست" کے بمصداق توقع کی جاتی ہے کہ سال حال وکیلوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں اسوسی ایٹڈ پریس نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ:

"اس موقع پر کرہ انجمن وکلاء قبضہ بلدہ کی آواز پر صاحب جسٹس وینکٹ لکشمن ریڈی نے دیوان بہادر آرمودو اسنگار کو ایک پرچہ بطور "وکشنا" دیا۔

یہ دلچسپ مذاق اس طرح ہوا کہ جب مولوی میر عالم خاں صاحب کو وکلاء کی جانب سے پھول پہنائے گئے تو دیوان بہادر نے انگریزی میں کہا کہ میں ایک برہمن ہوں اور نیک برہمن کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس موقع پر جسٹس لکشمن ریڈی نے دیوان بہادر سے کہا کہ ایک برہمن کی دعا اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ ایک "اشلوک" نہ پڑھے۔ دیوان بہادر نے ایک اشلوک پڑھا اور اشلوک کے ختم پر جسٹس لکشمن ریڈی نے ایک روپیہ نکال کر دیوان بہادر کو بطور "وکشنا" دیا جس کو دیوان بہادر نے قبول کر لیا۔"

اور ہمیں بھی اس پیشین گوئی پر یقین آگیا کہ

سچ۔ اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے۔

دورِ ماضی سے ارتباط

دفتر دیوانی و مال کی سرگرمیاں

عام طور سے اس کا علم نہیں ہے کہ سرکار عالی کے محافظ خانوں میں ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ دستاویزات موجود ہیں جن میں بہت سی تاریخی اعتبار سے بہت ہی دلچسپ اور اہم ہیں اور ایسی دستاویزات کی بھی کافی تعداد ہے جن کا تعلق سولھویں صدی اور مغل شہنشاہوں کے عہد حکومت سے ہے۔ اور ایسے کاغذات بھی موجود ہیں جن کا تعلق عادل شاہی اور قطب شاہی سلاطین کے عہد حکومت سے ہے۔ جو مختلف زمانوں میں دکن کے ان حصوں پر حکمران رہے جو اب ممالک محروسہ سرکار عالی میں شامل ہیں ان کے علاوہ دوسری دستاویزات بھی ہیں جو شاہان تیموریہ اور آصفیہ اور حکومت برطانیہ کے درمیان خط و کتابت اور معاہدے اور یادداشتیں اور شاہان دہلی اور ان کے وزیروں اور امیروں کے درباروں سے متعلق خبرنامے، روزنامچے، پرچے اور دوسرے سرکاری اعلامیں۔ تاہم اکثر دستاویزات حضرت نظام الملک آصف جاہ اول اور ان کے جانشین حکمرانوں کے عہد حکومت میں ممالک محروسہ سرکار عالی کے لشکری اور کشوری نظم و نسق سے متعلق ہیں۔

یہ واضح کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ یہ تاریخی دستاویزات محققین تاریخ یا مخصوصاً تاریخ دکن کا مطالعہ کرنے والوں کے لئے انتہائی بیش قیمت ہیں حکومت سرکار عالی اور سررشتہ دفتر دیوانی و مال نے ان بیش بہا دستاویزات کی اہمیت پوری طرح محسوس کی ہے اور دفتر مذکور جہاں دستاویزات کا محافظ ہے نہ صرف نظم و نسق کے لئے باقاعدہ طور پر ان کا تحفظ کر رہا ہے بلکہ ان کی علیحدہ قسم واری اور فہرست بندی میں مصروف ہے تاکہ یہ دستاویزات تاریخی تحقیقات کرنے والے افراد کے لئے اسی طرح قابل حصول ہو سکیں جیسے کہ موجودہ نظم و نسق کی ضروریات کے لئے ہیں۔

دفتر دیوانی

دفتر دیوانی و مال کی ابتداء حضرت نظام الملک آصف جاہ اول کے زمانے میں ہوئی تھی اور یہ دفتر ہندوستان کے مغلیہ نظم و نسق کے نمونہ پر تھا کچھ عرصہ بعد دفتر مذکور دو حصوں یعنی دفتر دیوانی اور دفتر مال میں تقسیم کر دیا گیا۔ اول الذکر کا تعلق صوبہ جات اورنگ آباد و برار، بیجاپور، اور برہان پور کے لشکری و کشوری نظم و نسق سے تھا اور موخر الذکر صوبہ جات حیدرآباد و بیدر سے متعلق تھا۔ حکومت سے متعلق تمام کشوری اور لشکری امور مثلاً مالیات، مال گزاری، بندوبست لگان، کوتوالی، حسابات، عدالت، ٹکسال سازی، خرید و فروخت جاگیرات و عطیات، افواج کے لئے تنخواہ اور برقی و فوجی دستوں کی تعیناتی، سول اور فوجی عہدہ داروں کا تقرر وغیرہ غرض کہ تمام امور سلطنت حکمران کے راست احکام کے تحت یہ دونوں دفاتر انجام دیتے تھے۔

نظم و نسق کا محور۔

دفتر دیوانی کو ممالک محروسہ کی حکومت میں بنیادی حیثیت حاصل تھی لیکن وقتی مطالبات کی تکمیل کے لئے اس کی مدد دوسرے دفاتر کرتے تھے جن کی حیثیت اس کے ضمنی دفاتر کی تھی اور جو مخصوص اور مقررہ افعال کے تحت قائم کئے گئے تھے۔ مثلاً دفتر استیفا جو حضرت آصف جاہ اول کے عہد حکومت میں اس مقصد سے قائم کیا گیا کہ وہ دفتر دیوانی کے جاری کردہ احکامات کی نقلیں تیار کر کے انہیں محفوظ رکھے اور مستحق اشخاص کو عطا کردہ اصل کاپیوں پر سرکاری اندراجات کرے۔ اسی طرح ایک اور دفتر تھا جو دفتر دارالانشاء کہلاتا تھا جہاں خطوط اور احکامات کی نقلیں تیار کی جاتیں، تمام جاری کردہ کاغذات پر شاہی مہریں لگائی جاتیں اور شاہی دستخط کی جاتی تھی مختلف عہد ہائے حکومت میں دفتر پیشکاری، دفتر ملکی جن کا تعلق بیرونی امور سے بھی تھا اور دفتر منشی خانہ اس عہد کے دفتر دارالانشاء کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ان کے علاوہ ایک اور دفتر بھی تھا جو دفتر مناصب و خطابات کہلاتا تھا یہ دفتر ان خطابات، اعزازات اور مناصب کا ریکارڈ محفوظ رکھتا تھا جو حضرت آصف جاہ اول اور ان کے جانشین حکمرانوں کی جانب سے ممتاز اور سربرآوردہ اشخاص کو عطا ہوتے رہے۔ مزید برآں ایک دفتر مہر امیر تھا جو شاہی مہروں علیحدہ مہروں اور سرکاری عہدہ داروں، خطاب یافتوں، انگریزی رزیڈنٹوں، خاندان شاہی کی بیگموں، امیروں، جاگیرداروں، اور منصب داروں وغیرہ کی مہروں اور دستخطوں کی تیاری پر حضرت آصف جاہ اول کے زمانے سے نگرانی کرتا رہا ہے اور آج بھی سرکاری دفاتر اور ممالک محروسہ کے ممتاز اشخاص کی حد تک یہ دفتر یہی فرائض انجام دے رہا ہے۔ ایک اور دفتر جو دفتر فانی گری و چک بندی کہلاتا تھا گزشتہ زمانہ میں بندوبست کے فرائض انجام دیتا رہا اور مواضعات اور اراضیات وغیرہ کی حد بندی سے متعلق دستاویزات کی حفاظت اس کے تفویض تھی۔

سرسالار جنگ اول کا دور۔

دفتر دیوانی اور اس سے متعلق تمام ذیلی دفاتر نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع کے آخر عہد حکومت تک اپنے مفوضہ فرائض انجام دیتے رہے جب سرسالار جنگ اول وزیر اعظم ہوئے تو نظم و نسق کلیۃً بدل گیا اور بتدریج دفتر دیوانی کے تمام فرائض ما بعد جدید طرز کی مختلف معتمدیوں کے تفویض ہو گئے جن کے قیام میں سرسالار جنگ نے نمایاں حصہ لیا تھا۔

موجودہ فرائض۔

ان تبدیلیوں کے باعث دفتر دیوانی اور دوسرے ذیلی دفاتر کی سابقہ عاملہ نگرانی مسدود ہو گئی لیکن حکمران کی عطا کردہ جاگیرات و انعامات کی تصدیق کے مخصوص کام پر اس کے فرائض حسب سابق برقرار رہے اور اب بھی برقرار ہیں۔ اور محکمہ جات مال، عطیات، اوقاف و صدقات، صرف خاص مبارک، محکمہ مذہبی، عدالت، عدالت العالیہ اور جاگیر، منصب، مواضعات اور اراضیات سے متعلق دوسرے دوسرے اشخاص حقوق کے متعلق استفسار کرتے رہتے ہیں آج بھی حکمران کے عطا کردہ خطابات و اعزازات کا ریکارڈ یہ محفوظ رکھتے ہیں اور سرکاری دفاتر اور اشخاص کی مہروں اور دستخطوں کی نگرانی بھی یہی دفتر کرتا ہے۔ محکمہ افواج بے قاعدہ کے اور دو چار سے متعلق متعدد امور کی تصدیق اور ضروری مواد کی فراہمی کی بابت ان دفاتر سے استفسار کیا جاتا ہے۔ حکومتی نظم و نسق کے شعبوں مثلاً مالیات، مالگزاری، کوتوالی، حسابات، شعبہ عدالت اور نیز افواج بری اور بحری اور فوجی محکمہ جات کے گزشتہ دور سے متعلق ہر معاملہ اب بھی تحقیق کی غرض سے دفتر دیوانی اور اس کے ملحقہ دفاتر کے سامنے بغرض دریافت آتا ہے۔

منتخب دستاویزات۔

سرکاری محافظ خانوں میں جو نایاب دستاویزات کا گنج ذخیرہ ہے اس میں سے صرف چند انتہائی اہم دستاویزات سے زیادہ کا تذکرہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ ان میں سے دو دستاویزات مثل شہنشاہ شاہجہاں (دور حکومت ۱۰۳۷ھ تا ۱۰۶۸ھ) کے زمانے کی ہیں۔ ان میں سے ایک جمالو بابا نامی شخص کو جو فانی فوج کا کوتوالی کا نذرانہ ہے مرلیہر کا محاصرہ کرنے کے انعام میں تین ہزار روپے دینے کی بابت ایک فرمان ہے اور دوسری دستاویز میں اورنگ آباد اور ملحقہ علاقوں میں مردم شماری اور مویشی شماری کرنے کے بارے میں ہدایات درج ہیں۔ تیسری دستاویز حضرت شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر (دور حکومت ۱۰۶۸ھ تا ۱۱۱۸ھ) کے عہد حکومت کی ہے جو بتاریخ ۲ ماہ صفر ۱۱۰۰ھ جری مرہٹہ سرداری کے پوتے ساہو کو منصب ہفت ہزار ذات و ہفت ہزار سوار عطا کرنے کے متعلق جاری ہوئی تھی۔ ایک اور دستاویز برطانیہ حضور نظام اور مرہٹوں کی مشترکہ فوجوں کے مقابلہ میں حضرت ٹیپو سلطان شہید بادشاہ میسور کی شکست کی یادگار ہے جس کے باعث سنہ ۱۷۹۲ء کا عہدنامہ معرض وجود میں آیا۔ اس عہدنامہ کے مطابق میسور کی نصف سلطنت اتحادیوں میں تقسیم ہو گئی تھی اور ٹیپو سلطان شہید پر تین کروڑ روپے سے کچھ زیادہ تاوان عائد کیا گیا تھا۔ یہ دستاویز حیدرآباد کو تاوان کے ایک حصہ کی ادائی کے متعلق ہے اور اس پر نواب نظام علی خان آصف جاہ ثانی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر "رسید مطالبہ" کی جگہ موجود ہے۔ ایک اور دستاویز اگرچہ مختلف نوعیت کی ہے لیکن اہمیت کے اعتبار سے کم نہیں اور یہ حیدرآباد اور پونہ کے درمیان ڈاک لے جانے کے لئے ڈاک رساؤں کے تقرر سے متعلق ہے اور اس پر نواب نظام علی خان بہادر "آصف جاہ" ثانی کے ہاتھ کی تحریر "منظور" موجود ہے۔

تاریخی دستاویزات کا جائزہ اور انتخاب۔

اس ذخیرہ میں تاریخی اہمیت رکھنے والی جو دستاویزات ہیں ان کا جائزہ لینے اور منتخب کرنے کا کام بہت احتیاط سے جاری ہے۔ مختلف اقسام کے تحت ان دستاویزات کو علیحدہ کر کے باقاعدہ طور پر ان کی فہرست بندی ہو رہی ہے۔ جدید ترین طرز کے مطابق تمام دستاویزات کو محفوظ رکھنے پر پوری توجہ کی جا رہی ہے اور ان کی درستی کے خاص طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ ہر چند کہ یہ تمام کاغذات ایک مدت تک باقی رہیں اور آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں دستاویزات کی حفاظت اس لحاظ سے ایک اہم دفتر دیوانی اور دوسرے دفاتر کا ریکارڈ ۔۔۔ تجربات کے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

آج کے نوجوان کل کے شہری

تقریر جناب ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی

ذیل میں ڈاکٹر رضی الدین صاحب صدیقی کی ایک نشری تقریر درج کی جاتی ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے وقت کے ایک اہم مسئلہ پر بحث کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان نوجوانوں سے خطاب کیا ہے جو ابھی مدرسہ اور کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں اور یہ بتلایا ہے کہ تعلیم و تربیت کے ختم ہونے سے پہلے عملی اور سیاسی کشمکش اور ہنگاموں میں نوجوانوں کو جھونک دینا قوم و ملک کے لئے ہرگز مفید نہیں۔ (حکمت)

مگر ملک کے ارباب اقتدار کی خواہش پر آپ نوجوانوں کو مخاطب کر رہا ہوں۔ ممکن ہے کہ سامعین میں بعض حضرات ایسے بھی ہوں جو اصطلاحی معنوں میں اس لفظ کی تعریف میں نہ آسکیں۔ جوانی یا بڑھاپا محض آفتاب کی گردش یا سنین و ماہ پر منحصر نہیں بلکہ انسانی زندگی کے کیفیات پر ہوتے ہیں۔ بعض لوگ سدا جوان رہتے ہیں اور بعض بوڑھے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ یہ صورتیں نسبتاً کم واقع ہوتی ہیں اور عام طور پر ذہنی زندگی جسمانی زندگی کے متوازی اور ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ مستثنیات سے قطع نظر جوانوں کے ذہن بھی جوان اور ترقی پذیر ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہر نئی تحریک کے علمبردار جوان سال افراد ہی ہوتے ہیں اور ارتقا کی ہر نئی منزل پر انہی کے نشان پہلے ملتے ہیں۔

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نوع انسانی کے مستقبل کا دارومدار نوجوانوں ہی پر ہے۔ یہ حقیقت جو تاریخ کے ہر دور میں نمایاں نظر آتی ہے موجودہ زمانے میں اور بھی زیادہ واضح اور روشن ہے۔ ان عظیم جنگوں میں جو ہر پندرہ بیس سال کے بعد ہوتی جا رہی ہیں تہذیب و تمدن کی عمارتیں تباہ و برباد ہو رہی ہیں۔ ہلاکت کا دیوتا اسی پر اکتفا نہیں کرتا کہ دشمن کو صرف اس حد تک نقصان پہنچایا جائے جس حد تک وہ لڑنے کے قابل نہ رہ سکے اور مغلوب ہو جائے بلکہ نفرت، انتقام اور قبضہ کرنے کے جذبوں کے تحت جائز اور ناجائز، اچھے اور برے کی تمیز باقی نہیں رہتی یہاں تک کہ علوم و فنون کی نشانیاں بھی مٹا دی جاتی ہیں۔ زمانے کی دستبرد سے وہ چند ہستیاں بھی محفوظ نہیں رہتیں جو علم و فن، تفکر اور تدبر کی حامل ہوتی ہیں اور جن کی ذات تہذیب و تمدن کی ضامن ہوتی ہے۔

یونان کے سب سے بڑے ریاضی دان ارشمیدس کے متعلق آپ نے پڑھا ہوگا کہ جب حملہ آوروں نے شہر کو فتح کر لیا تو وہ اپنی تحقیقوں میں محو تھا اور فاتح قوم کے سپاہیوں نے اسے بے دریغ قتل کر دیا۔

جب یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے تو نوجوانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ علوم و فنون کے اس خزینے کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھیں اور تہذیب و تمدن کی اس شمع کو جلتا ہوا رکھنے کی کوشش کریں۔ معمر اور رسیدہ لوگ ان ہنگاموں کی برداشت نہ کر سکیں گے علاوہ ازیں وہ قدرتاً قبر میں پیر لٹکائے ہوئے ہیں۔ ان کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ اگر یہ دانائے راز معدوم ہو جائیں تو اندیشہ ہے کہ نوع انسانی کی ہزاروں سال کی کشمکش کے دوران میں منکشف کئے ہوئے اسرار کا کوئی امین نہ رہے اور تعلیم کی جن نعمتوں کو محفوظ کرنے کے لئے تیار ...

قابل احترام بزرگوں کی ایک بڑی تعداد نے اپنی جانیں نذر کر دی ہیں۔ ان کا استعمال بھی کسی کو معلوم نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان اپنی ابتدائی زندگی کی طرف لوٹ جائیں جو شاید حیوانوں کی زندگی سے بہت کم فرق رکھتی ہے۔ ارتقا کا تسلسل صرف اسی طرح باقی رہ سکتا ہے کہ نوجوان اس بار امانت کو اٹھائیں اس کو اپنے خون جگر سے سینچیں اور اس میں اضافہ کریں۔ انہی معنوں میں میں کہتا ہوں کہ آج کے نوجوان کل کے شہری ہوتے ہیں اور نہ صرف شہری ہوتے ہیں بلکہ اعلیٰ شہری بھی ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میرے نزدیک قوم کی ہیئت اجتماعی میں نوجوانوں کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی جماعت اور کسی قوم پر خطرہ لاحق ہوتا ہے تو وہ سب سے پہلے اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی حفاظت کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اس طرح آئندہ نسلوں کے وجود اور بقا کا سامان کرتی ہے۔ لیکن میری نظر میں آئندہ نسلوں کا یہ وجود محض ہی کافی نہیں اگر اس کے ساتھ زندگی کی وہ اقدار باقی نہ رہیں جو زندگی کو واقعی قابل زیست بناتی ہیں۔

انہی اقدار کو باقی رکھنا اور ان میں اضافہ کرنا نوجوانوں کی زندگی کا مقصد ہونا چاہئے اور اس مقدس فرض کا احساس ہم ہمارے ان آئندہ شہریوں کے دل میں پیدا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہماری قسمت انہی کے ہاتھوں میں ہے۔

ظاہر ہے کہ اس عظیم ذمہ داری سے کما حقہ عہدہ برآ ہونا کچھ آسان کام نہیں ہے۔ انسانوں کی زندگی اب ویسی سادہ نہیں رہی جیسی گزشتہ زمانوں میں تھی۔ اب زمانہ تخصص اور تحقیق کا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں صرف وہی افراد کارآمد ہوتے ہیں جنہوں نے اس کے لئے تربیت حاصل کی ہو اور جو اس میں مہارت پیدا کر چکے ہوں۔ جن پیشوں کو غلطی سے حقیر سمجھا جاتا ہے جیسے مزدوری اور رنگ ریزی ان میں بھی کسی غیر تربیت یافتہ آدمی کی کھپت نہیں ہوتی اور اگر ہوتی بھی ہے تو کچھ زیادہ قدر نہیں کی جاتی۔ غرض کہ بغیر خاص تیاری اور تربیت کے کوئی شخص زندگی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ زندگی سے میری مراد محض جینا نہیں ہے کہ ہم دست و بگشتہ وہ مہروں کے محتاج موت کے انتظار میں گزاریں گی رہے ہوں۔ اور دنیا میں آنا جانا ہو کہ وہ بال بال بن جائیں بلکہ ہر فرد کی زندگی ایسی ہونا چاہئے کہ اس سے جماعت کو کچھ فائدہ پہنچے اور وہ بات

بغیر خاص تیاری اور تربیت کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ انجینئر اور ڈاکٹر کے علاوہ معلم اور زمینداری، تجارت اور دفتری تک ہر کام کے لئے تربیت کی ضرورت ہے۔ یہ بڑا معقولہ ہونا نہیں چاہئے کہ جن کے رہتے ہوا ہمیشہ ہیں ان کی شکل بھی ہوا ہوتی ہے۔

اگر ہمارے نوجوان زیادہ بلندیوں تک ترقی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اس کے لئے تیاریاں بھی زیادہ کرنی چاہئیں۔ ادھوری اور ناقص تربیت یا بالکل تربیت نہ پانے سے کچھ زیادہ بہتر نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ کسی مسئلہ کو ادھا ثابت کرنا یا نہ کرنا دونوں برابر ہیں کیونکہ مسئلہ بہر حال ناقابل فہم رہے گا۔ کسی مشین کو آدھا بنانا یا نہ بنانا دونوں برابر ہیں کیونکہ مشین بہر حال نہیں چلے گی۔ اس دنیا کی بہت سی خرابیاں اس وجہ سے ہیں کہ اکثر کام ناتربیت یافتہ یا نیم تربیت یافتہ لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں اور یہ خرابیاں اس وقت تک باقی رہیں گی جب تک اس اصول کو مان کر اس پر سختی کے ساتھ عمل نہیں کیا جائے گا کہ ہر فرد کی صلاحیتوں کے مطابق اسے بہترین تربیت کا موقع دیا جائے اور ہر کام اسی شخص سے لیا جائے جو اس کو بہترین طور پر انجام دے سکتا ہو۔

اس اصول کا تعین کرنے کے بعد اب آئیے دیکھیں کہ ہمارے نوجوانوں کو زندگی میں داخل ہونے اور مفید شہری بننے کے لئے کیا تیاری کرنی ہے۔ ہر فرد کی زندگی کے دو شعبے ہوتے ہیں انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی۔ پہلے انفرادی زندگی کو لیجئے۔ یہ تین ذیلی شعبوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے یعنی جسمانی، ذہنی اور روحانی زندگی۔ ہر فرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جسم، ذہن اور روح کی نشوونما اور ترقی کی ایسی کوشش کرے کہ کوئی ایک پہلو بالکل نظر انداز نہ ہونے پائے۔ اسی لئے بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت میں ورزش اور کھیل کود کے ساتھ عقلی اور ذہنی علوم کی تعلیم اور مذہب و دینیات کی تعلیم لازمی قرار دی جاتی ہیں تاکہ زندگی کے یہ تینوں پہلو ایک ساتھ پروان چڑھیں۔ اگر کسی فرد کی زندگی میں ایک پہلو بھی حد سے زیادہ کمزور رہ جائے تو زندگی مکمل نہیں ہو سکتی اور وہ خوش نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ہر نوجوان پر لازم ہے کہ زندگی کے ان تینوں پہلوؤں میں سے ہر ایک کی تربیت اس حد تک حاصل کرے کہ وہ صحیح نشوونما کے ایک معیاری درجہ تک پہنچ جائے۔ اور آئندہ زندگی میں مفید ہو سکے۔ جسم کو اس حد تک مضبوط بنانا چاہئے کہ فرحت اور تندرستی کے ساتھ کام کر سکے۔ اعضاء زندگی کی کشمکش میں ساتھ دیں اور معمولی امراض کا مقابلہ کر سکیں۔ ذہن کی تربیت اس قدر ہونی چاہئے کہ تہذیب و تمدن کے بنیادی اصول اور سیاسی مسائل واقفیت کے علاوہ ایک خاص علم یا فن یا پیشہ میں کوئی مہارت اور کمال حاصل ہو جائے تاکہ سوسائٹی اور نوع انسانی کی کچھ خدمت کر سکیں اور اس طرح مفید شہری ثابت ہوں۔ روح کی تربیت اس حد تک کی جائے کہ انسان کو اطمینان اور سکون حاصل ہو اور زندگی بے مقصد اور بے معنی معلوم نہ ہونے لگے۔ ان تینوں قسموں کی تربیت سے جو فرد کی زندگی کی اپنی حد تک تکمیل کی غرض سے ہے ذہنی اور روحانی ضرورت کے لئے لوازمات سے مناسب کرنا فائدہ مند ہے۔

اگر ہمارے نوجوان صرف اس انفرادی زندگی کے لئے بھی پوری طرح تربیت حاصل کر لیں تو جب بھی بہت حد تک ضرورت سے ان کی شخصیت کے زندگی کو ایک اعلیٰ نمونہ بنا سکتے ہیں۔ اور جوان اس سے ہماری قوم کی عزت و شوکت ہوگی۔

یعنی اجتماعی زندگی کا ہے۔ اس منزل پر فرد کا وجود صرف اس کی اپنی ذات کے لئے نہیں ہوتا بلکہ وہ جماعت کا بھی رکن ہوتا ہے اور اس پر اجتماعی ربط اور تعلق کی وجہ سے نئے اور اہم تر فرائض عائد ہوتے ہیں۔ اب اس کو تدریجاً عزیز و اقارب، دوست احباب، شہر اور وطن، ملک و قوم اور آخر دنیا اور نوع انسان سے سابقہ پڑتا ہے اور ان سب کے حقوق ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان حقوق کو بطریق احسن ادا کرنا بغیر تربیت اور مہارت یا مناسب تربیت کے ممکن نہیں۔

میں نہیں کہتا کہ زندگی کے ان تمام شعبوں اور پہلوؤں کے لئے مکمل تربیت ابتدائی عمر ہی میں ہونی چاہئے یا ہو سکتی ہے لیکن میں ضرور کہوں گا کہ یہ تربیت یا تیاری بڑی حد تک ایام جوانی ہی میں ہونی چاہئے جبکہ عمر اور اس تربیت سے استفادہ کرنے کے لئے ہوتی ہے ورنہ اگر ہم ساری عمر تربیت ہی حاصل کرتے رہیں تو اس تربیت سے فائدہ کیا قبر میں جانے کے بعد اٹھائیں گے۔ غرض تربیت حاصل کرنے اور شہری زندگی میں داخل ہونے کے لئے تیاری کرنے کا بہترین زمانہ نوجوانی کا ہے جو بہت مختصر اور محدود ہوتا ہے۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں ایک نوجوان کو انفرادی اور اجتماعی، جسمانی، ذہنی اور روحانی ہر قسم کی زندگی کے لئے پوری تیاری کرنی ہے۔ ایسی صورت میں کیا نوجوانوں کو لازم نہیں کہ وہ اپنے وقت کے ہر لمحہ کا حساب کریں اور اپنی اس مختصر زندگی کے ہر منٹ اور ہر ثانیہ کو ان مختلف تیاریوں کے لئے وقف کر دیں۔

ہر نوجوان کو سوسائٹی یا جماعت سے اس مطالبہ کا حق ہے کہ اس کو اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی نشوونما اور تکمیل کے لئے تعلیم و تربیت کے سارے مواقع دیئے جائیں اور ممکنہ سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ جسمانی زندگی کی بقا کے لئے روزگار فراہم کیا جائے، ذہن کی تربیت کے لئے مدرسے، کتب خانے، تجربہ خانے مہیا کئے جائیں اور روحانی زندگی کے اظہار و تکمیل کے مواقع اور ذرائع بھی بہم پہنچائے جائیں۔ یہ ہر فرد بشر کے پیدائشی حقوق ہیں لیکن اس دنیا میں حقوق کے مقابل فرائض بھی ہیں جو ہر فرد پر عائد ہوتے ہیں۔ پس جماعت کو بھی نوجوانوں سے اس مطالبہ کا حق ہونا چاہئے کہ جب تک ان کی تعلیم و تربیت مکمل یا ختم نہ ہو جائے وہ کسی اور مشغلہ میں حصہ لیکر اپنے وقت کو ضائع نہ کریں کیونکہ اس طرح ان کی تعلیم و تربیت نامکمل رہ جائے گی اور اس سے نہ صرف ان کی ذات ہی متاثر ہوگی بلکہ وہ جماعت کے فرائض بھی پوری طرح ادا نہیں کر سکیں گے۔ یہ دنیا لین دین کے اصول پر چل رہی ہے۔ کوئی شخص محنت کرتا ہے یا سرمایہ لگاتا ہے تو اس توقع پر کہ آئندہ اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ جماعت اگر بچوں اور نوجوانوں کی حفاظت، پرورش اور تربیت میں روپیہ صرف کرتی ہے جبکہ وہ بے بضاعت ہوتے ہیں تو کیا اس کی یہ توقع بجا ہے کہ وہ ان نوجوانوں کی وجہ سے آئندہ فائدہ اٹھائے گی۔ پھر سوچئے کہ اگر نوجوان غیر متعلق ہنگاموں میں حصہ لیکر تربیت کے اس موقع کو کھو بیٹھیں اور اس طرح ان کے وجود سے جماعت کو آئندہ فائدہ پہنچنے کے امکانات کم ہو جائیں تو کیا یہ اس جماعت بلکہ ساری دنیا کا ناقابل تلافی نقصان نہیں ہے۔ نوجوانوں کا یہ قدر قلیل وقت بھی دنیا کے جھگڑوں اور عملی سیاسی قضیوں میں صرف ہو جائے جس کی تعلیم و تربیت کو ناقص کرے گا اور اسی

تناسب سے ان کی اثر پذیری بھی کم ہو جائے گی۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے اکثر بزرگ انسان اور سنجیدہ قائدین اس امر پر متفق ہیں کہ نوجوانوں اور نئی نسلوں کو عملی سیاست سے اور دنیا کے جھگڑوں سے دور ہی رکھا جائے۔ رونا تو اس کا ہے کہ بعض لوگ یا بعض گروہ جن سے صحیح رہنمائی کی توقع کی جا سکتی ہے اپنے ذاتی یا فرقہ وارانہ اغراض کی خاطر تنگ نظری سے طالب علموں اور نوجوانوں کو بھی سیاست کی آگ میں جھونک دیتے ہیں۔ یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ اس طرح آخر کار خود انہیں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچتا ہے اور ترقی کی شاہراہ میں خود انہی کی جماعت سب سے پیچھے رہ جاتی ہے۔ کیونکہ ان کے نوجوان ترقی کے لئے کماحقہ تربیت یافتہ نہیں ہوتے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جو لوگ ابھی تیرنے کی مشق کر رہے ہوں اور وہ سیکھ ہی رہے ہوں انہیں متلاطم سمندر میں ڈھکیل دیا جائے تاکہ وہ بھنور میں پھنسی ہوئی کشتی کو ساحل مقصود تک پہنچا دیں۔ ظاہر ہے کہ کشتی کو تو وہ کیا بچائیں گے خود اپنے آپ کو بھی نہیں بچا سکتے۔ زیر تعلیم اور زیر تربیت نوجوانوں کو وقتی مقصد برآری کی خاطر عملی سیاسیات کے متلاطم سمندر میں ڈھکیل دینا تہذیب اور تمدن کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ مدرسوں اور کالجوں کے طلباء کو سیاسی تحریکوں میں عملی حصہ لینے سے باز رکھا جائے جب تک وہ تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں اس وقت تک وہ گویا ایک اعتکاف کی حالت میں ہیں اور کسی قسم کے دوسرے مشاغل ان کے لئے جائز نہیں۔ ان کی زندگیاں ایک علمی احاطہ میں محصور ہونی چاہئیں جہاں سے وہ دنیا اور اس کے حالات کا مشاہدہ کر سکیں، واقعات سے باخبر رہیں اور ان سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں لیکن ان تحریکوں اور ہنگاموں میں عملی حصہ نہ لے سکیں۔

اس پر تو غور کیجئے کہ عملی دنیا سے آپ نوجوان کچھ ہمیشہ کے لئے یا ایک عرصہ دراز کے لئے تو محروم نہیں کئے جا رہے ہیں۔ آخر یہ ساری تیاری یہ تمام تعلیم و تربیت اسی لئے تو ہے کہ آپ اس کے بعد ہی عملی دنیا میں اپنا نمایاں شان حصہ لے سکیں۔ ان چند سالوں میں جب آپ تعلیم گاہوں اور تربیت گاہوں میں اپنی صلاحیتوں کی تکمیل کر رہے ہیں آخر زمین و آسمان تو الٹے نہیں جا رہے ہیں یا دنیا جنت کی طرح ہر حیثیت سے مکمل تو نہیں ہو جائے گی کہ اس کے بعد پھر آپ کی توجہ کے لئے کوئی میدان نہ رہے۔ مذہب اور سائنس دونوں اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ابھی ایک عرصہ دراز تک اس دنیا میں انسانوں کا وجود رہے گا، خیر و شر کی کشمکش رہے گی، حق اور باطل کی جنگ رہے گی، افراد اور جماعتوں کے لئے عمل اور ترقی کے امکانات رہیں گے۔ غرض آپ نوجوانوں کو عمل کے لئے بے حد موقع باقی رہے گا۔ اور آپ کی باری بھی ضرور آئے گی۔ ہماری تو یہی خواہش ہے کہ جب آپ کی باری آئے اور آپ کو موقع ملے تو آپ ہر طرح تیار رہیں۔ آپ کی دنیا کل کی ہے اگر آج ہی آپ اپنی تمام بیدار... صلاحیتوں کو ضائع کر دیں تو کل آپ کس کام کے رہیں گے۔ اور کل دنیا کو کون چلائے گا۔ اس مسئلہ پر ایک اور پہلو سے غور کیجئے۔ آپ جانتے ہیں کہ ... دنیا سے ... جھگڑوں کو چکانے میں ...

کی جماعت کے کتنے افراد سرگرم ہیں۔ ہر ملک کے مدرسوں، کالجوں اور تربیت گاہوں میں تعلیم پانے والے نوجوانوں کی تعداد قوم کی مجموعی تعداد کا ایک بہت چھوٹا حصہ ہوتی ہے اس قلیل تعداد کے علاوہ باقی تمام افراد عملی زندگی کی کشمکش میں حصہ لے رہے ہیں۔ ان افراد نے اپنی تعلیم و تربیت ختم کر لی ہے اور عملی زندگی کے لئے ایک حد تک تیار ہیں۔ آپ کے بزرگوں کی یہ کثیر تعداد عملی زندگی کے مرحلوں کو طے کرنے کے یا تو قابل ہے یا قابل نہیں ہے اگر آپ کے بزرگ اس کشمکش میں کامیابی حاصل کرنے کے قابل ہیں تو یہ آپ کی قربانی نہ صرف قومی نقصان ہے بلکہ غیر ضروری اور بے سود بھی ہے۔ اس کے برخلاف اگر آپ کے یہ تمام بزرگ باوجود اس کثیر تعداد کے اور اس تربیت اور تیاری کے زندگی کے جھگڑوں سے نبٹنے کے قابل نہیں ہیں تو آپ کی یہ قلیل تعداد جو چند نیم تربیت یافتہ یا تربیت یافتہ افراد پر مشتمل ہے کس طرح موثر ہو سکتی ہے اور جماعت کی جدوجہد کو کیسے کامیاب بنا سکتی ہے۔ غرض دونوں صورتوں میں آپ دیکھتے ہیں کہ نوجوانوں کی زندگیوں کو تباہ کرنے اور قومی زندگی اور ارتقا کو خطرہ میں ڈالنے کے باوجود بھی کوئی قابل لحاظ نتیجہ حاصل نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں کیا ضروری نہیں ہے کہ آپ زندگی کے اس انتقالی زمانہ میں اور کل کے لئے تیاری میں منہمک رہیں۔ اس عالمگیر جنگ کے دوران میں بھی ہر ملک نے علمی اداروں، مشغلوں اور طلبوں کی حفاظت کی تدبیریں اختیار کر رکھی ہیں کیونکہ جنگ کے بعد فریقین جو نظام قائم کرنا چاہتے ہیں اس کے چلانے والے ہر حال میں نوجوان ہوں گے۔ نئی نسلوں اور نوجوانوں کی حفاظت اور تربیت کے بغیر نظام تو ایک بے کشش سی چیز رہ جاتا ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ جنگ کا اثر سوسائٹی کے کسی اور ادارہ پر پڑے یا نہ پڑے لیکن تعلیم و تربیت کے اداروں پر تو قطعاً نہیں پڑنا چاہئے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ چین کی حکومت اپنی جامعات کی ہر طرح حفاظت کر رہی ہے اور اگر حملہ آوروں کے قابض ہو جانے کی وجہ سے کسی شہر کا تخلیہ کرنا پڑتا ہے تو وہاں کی جامعہ کو کسی اندرونی محفوظ مقام پر منتقل کر دیتی ہے۔

نوجوانوں کو مفید شہری بننے کے لئے ایک اور اہم نکتہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے یعنی ان کو ہر طرح ایک مکمل نظم و ضبط کا پابند ہونا چاہئے۔ یہ نکتہ ان نوجوانوں کے لئے کم ہی متعلق ہونا چاہئے جو اپنی تعلیم و تربیت ختم کر کے عملی زندگی میں داخل ہو چکے ہیں یا داخل ہونے والے ہیں۔ کوئی تحریک اسی وقت کامیاب ہو سکتی ہے جب اس کے چلانے والے اپنے نفس پر قابو رکھیں۔ ظاہر ہے کہ جب نوجوانوں کو ساری دنیا چلانی ہے تو انہیں اپنے نفس پر ہر طرح قابو رکھنا بے حد ضروری ہے۔ نفس اکثر سرکشی کرنا چاہتا ہے کیونکہ اس کو آئین اور قاعدہ سے بالعموم گھبراہٹ اور الجھن ہوتی ہے۔ اس لئے نوجوانوں کی تربیت گاہوں کا یہ بھی ایک لازمی جزو ہونا چاہئے کہ وہ اپنے نفس پر ضبط اور قابو حاصل کرنا سیکھیں اور اس طرح اپنی ذہنی اور عملی قوتوں کو پریشان ہونے سے بچائیں۔ جس شخص کا نفس اس کے اپنے قابو میں نہیں ہے وہ کسی بھی تحریک کا اہل نہیں ہے۔ گویا افراد کی طرح قوموں کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ جن قوموں میں تعلیم اور ضبط نہیں ہے وہ ...

موازنہ ۱۳۵۲ف

جدید محاصل عائد کئے جائیں گے

حیدرآباد ۱۰ آذر۔ یونائیٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ محکمہ فینانس سرکار عالی نے موازنہ کی جو تجاویز ۱۳۵۲ف کے لئے مرتب کی ہیں وہ متعدد جدید اور امتیازی خصوصیات کی حامل ہیں، اور اس طرح ترتیب موازنہ کی قدیم تجاویز سے کلیتہً مختلف ہیں۔ یعنی یہ کہ موازنہ سال رواں اپنی ترقی یافتہ ترتیب اور عمل آوری کے اعتبار سے تعمیر قوم کی سرگرمیوں میں معتد بہ اضافہ اور باشندگان مملکت آصفیہ کے اقتصادی ارتقاع و بہتری کا باعث ہوگا۔

باور کیا جاتا ہے کہ موازنہ سال حال جن تجاویز کی بنا پر مرتب کیا گیا ہے وہ ریاستی مالیات کے ایک نئے دور کا پیش خیمہ ثابت ہوں گی۔ اور ان کے نفاذ سے ایسے سررشتہ جات کی سرگرمیوں میں زبردست توسیع ہوگی جن کا تعلق تعمیری کاموں سے ہے نیز ان کاموں کے لئے کثیر و خطیر رقوم منتقل کی جائیں گی۔

معلوم ہوا ہے کہ بوجہ حالات جنگ گرانی الاونس کی منظوری سے حکومت پر زائد مصارف کا بار پڑے گا اور یہ کہ ان مصارف کی پابجائی کے لئے حکومت کو آمدنی کے مزید ذرائع تلاش کرنے پڑیں گے۔ اور اس غرض سے آمدنی میں اضافہ کے لئے جدید محاصل عائد کئے جائیں گے۔ لیکن یہ محاصل صرف ایسے افراد یا طبقات پر عائد کئے جائیں گے جنہوں نے اب تک کسی محصول کی ادائیگی کے بغیر امن و عافیت کی زندگی بسر کی اور مستقل نظام حکومت کے ثمرات سے نظم و نسق کے اقدامات کے بارے میں شرکت کئے بغیر متمتع ہوتے رہے ہیں۔ ان افراد پر محصول عاید کرنے کی غرض و غایت یہ ہے کہ وہ اپنی آسائش و عافیت کو برقرار رکھیں اور ملک کی خوشحالی و اقتصادی ترقی میں اضافہ کرنے کے لئے حکومت کے زاید مصارف میں اس طرح حصہ لے سکیں کہ اپنی زائد آمدنی محصول کی صورت میں حکومت کو ادا کریں۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جب موازنہ کی تجاویز مالیات سے متعلق آئینی مشاورتی مجلس کے روبرو پیش کی گئیں تو مجلس مذکور نے کافی غور و خوض اور بحث و تمحیص کے بعد انہیں بہ اتفاق آرا منظور کرلیا اور اب ان تجاویز کو آخری صورت میں حضور اقدس و اعلیٰ کی منظوری کے لئے پیش کرنے کی عزت حاصل کی گئی ہے۔

منظوری خسروی شرف صدور لانے کے بعد ان تجاویز کی اشاعت عمل میں آئے گی۔

دورِ ماضی سے ارتباط

بقیہ سلسلہ صفحہ (۷)

بغور مطالعہ کرکے انہیں اختیار کرتا ہے۔

تحقیقات کرنے والے افراد کی امداد

دستاویزات کے اس کثیر مجموعہ کو جو دفتر دیوانی کے

زیر نگرانی ہے تحقیقات کرنے والے علما اور حکومت دونوں کے واسطے قابل حصول بنانے کے لئے ان کی علحدگی اور قسم وار تقسیم اور کتاب الفہرست اور اشاریہ کی ترتیب کا اہم کام بہت احتیاط اور توجہ سے جاری ہے اور حکومت سرکار عالی نے اندرون اور بیرون ممالک محروسہ کے ذی علم محققین کے واسطے خصوصی قواعد مرتب کئے ہیں تاکہ وہ ان دستاویزات کے مطالعہ سے استفادہ کرسکیں۔ اس ضمن میں دفتر دیوانی حکومت سرکار عالی کی مقرر کردہ ایک مخصوص مجلس عاملہ کے مشوروں سے استفادہ کرتا ہے اور ذی علم اشخاص اور دفتر والے متعلق اشخاص سے استفادہ کی غرض سے ایک تحقیقاتی کتب خانہ کے قیام میں بھی مصروف ہے۔

روسی محاذ

ماسکو۔ ۱۵ اکتوبر۔ آج صبح کے روسی اعلامیہ میں روس کے کسی محاذ پر کسی خاص تبدیلی کا ذکر نہیں ہے۔

کل اسٹالن گراڈ کے رقبہ میں روسی فوجوں نے دشمن پیادہ فوجوں اور دبابوں کے حملے کو پسپا کیا۔

اس سے قبل کے بیانات میں کہا گیا تھا کہ جرمن کئی دن تک رکنے کے بعد اسٹالن گراڈ کے سامنے اس سال کی آخری یلغار کے لئے اپنی فوجیں از سر نو ترتیب دے رہے ہیں۔ لڑائی کی کمی سے فائدہ اٹھا کر سرخ فوج اپنے مورچے مستحکم کررہی ہے۔ اور دشمن پر دباؤ ڈال رہی ہے تاکہ وہ آسانی کے ساتھ خندقوں میں پناہ نہ لے۔

اسٹالن گراڈ کے شمال و مغرب میں روسیوں نے اپنے مورچے بہتر بنائے ہیں۔ ماسکو کے ریڈیو سے کہا گیا ہے کہ سرخ فوج نے اس منطقہ میں کئی چوٹیاں فتح کرلی ہیں جہاں سے محوری فوجیں روسیوں کے رسد کی راستوں کو خطرہ میں مبتلا کئے ہوئے تھیں۔

اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ موزدوک کے ایک منطقہ میں جرمن دبابوں اور پیادہ فوجوں نے روسی مورچوں پر حملہ کیا۔ جرمنوں کی بعض دبابوں والی فوج روسیوں کے دفاعات میں کامیابی کے ساتھ گھس گئی۔ دشمن کے ان دبابوں سے لڑائی جاری ہے۔

روسی بحری سپاہ پیشقدمی کررہی ہے

بحر اسود کے ساحل پر نووراسسک میں روسی بحری سپاہ گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں لگاتار پیشقدمی کرتی رہی اور اپنے مورچے بہتر بنائے ان فوجوں نے ایک پہاڑی اور ایک گاؤں فتح کرلیا۔

صرف ایک ہی معرکہ میں دشمن کے ایک ہزار آدمی ہلاک اور ۱۲ سو زخمی ہوئے۔

آج کے نوجوان کل کے شہری

بقیہ سلسلہ صفحہ (۹)

پذیر ہوتی ہے۔ کوئی جماعت یا قوم ترقی نہیں کرسکتی۔ اگر اس کے نوجوانوں میں ضبط اور نظم نہ ہو یا جائے یہ ایسی حقیقت ہے کہ اس کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

مختصر یہ کہ ہمارے نوجوان مفید شہری اسی وقت ہوسکتے ہیں جب وہ تعلیم و تربیت حاصل کریں ضبط نفس سیکھیں اور ہر کام کو منظم طریقہ پر پورا کرنے کے عادی ہو جائیں۔

وِنڈل وِلکی انقرہ میں

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱)

ترکی کی استقامت

مسٹر ولکی کو یہ طمانیت حاصل ہوگئی کہ ترکی اقوام متحدہ کے خلاف دول محور سے مل کر ہتھیار نہیں اٹھائے گا۔ یہ بات بھی واضح کردی گئی کہ اگر جرمن فوجیں سارے قفقاز پر بھی قابض ہو جائیں تو ترکی کی سرکاری پالیسی (غیر جانبداری) نہیں بدلے گی۔ مسٹر ولکی کو یہ بتلایا گیا کہ گزشتہ سال دول محور نے دو مرتبہ ترکی پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی تھی پہلی ۱۹۴۱ء کے موسم بہار میں ترکی روس نے جرمنوں کو اس راستے سے آنے سے روک دیا۔ دوسرے موسم بہار میں جب برطانوی فوجیں شام میں داخل ہورہی تھیں۔ اور جنرل ڈارلان نے فرانسیسی فوجوں اور سامان جنگ کو ترکی کے راستے سے گزرنے کی اجازت چاہی تھی۔ یہ دوسرا دباؤ تھا جس کو ترکی نے مسترد کردیا۔ مسٹر ولکی سے یہ بھی کہا گیا کہ گزشتہ سال جرمن بہ نسبت اس سال کے زیادہ قوی تھا پھر بھی ترکوں نے راستہ نہیں دیا۔

اگر ایک طرف مسٹر ولکی کو یہ اطمینان دلایا گیا کہ جو سامان پٹہ دار قرضہ کے تحت ملے گا اس کا بہترین استعمال کیا جائیگا تو دوسری طرف یہ طمانیت حاصل کرنے کی بھی کوشش کی گئی کہ مسٹر ولکی پریسیڈنٹ روزویلٹ کے نمائندے کی حیثیت سے یہ ضمانت دیں کہ امریکہ یا اقوام متحدہ (جس حد تک وہ اقوام متحدہ کی جانب سے گفتگو کرسکتے ہیں) ترکی کو دول محور سے خلاف جنگ میں شریک ہونے پر مجبور نہ کریں گے۔ مسٹر ولکی ترکی کی پوزیشن اور اس کی غیر جانبدارانہ پالیسی کو اچھی طرح سمجھ گئے۔ اسی بات کو سمجھنے کے لئے مسٹر ولکی انقرہ آئے تھے۔

یہاں دو چیزیں قابل غور ہیں۔ ایک تو یہ کہ مسٹر ایڈن [illegible] کی گفتگو کے بعد مستقبل کے متعلق جو صحیح نقطہ نظر قائم کیا گیا تھا آج اٹھارہ مہینوں کے بعد مسٹر ولکی اس نقطہ نظر کی توثیق کررہے ہیں۔ اب تک ترکی میں اقوام متحدہ کی پالیسی کی ذمہ داری سفیر برطانیہ متعینہ انقرہ پر عاید تھی۔ سفیر برطانیہ نے گزشتہ سال اس پالیسی کا تعین کیا تھا جس کی توثیق مسٹر ایڈن نے کردی۔ مسٹر ولکی کی آمد سے اس پالیسی کی دوبارہ توثیق ہوگئی۔



دیسی صنعت

حیدرآباد کے کاریگروں کے ہاتھ سے بنائے ہوئے

خوش نما شیروانی بٹن

جو ہر قسم کے کپڑوں پر موزوں ہو سکتے ہیں۔

قیمت (۱عہ)

ملنے کا پتہ:۔ محمد عبدالرحمٰن جنرل مرچنٹ مچھلی کمان حیدرآباد

مہاراجہ چیٹل ہیر آئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا سفیدی کو روکتا ہے دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا اور فرحت بخشتا ہے۔

قیمت فی شیشی ۱۲عہ

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض حیدرآباد

پارچہ جات

ایف۔ ڈی۔ خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد

قائم شدہ ۱۸۷۰ء

سید عبدالرزاق اینڈ کمپنی

کیمسٹ خاص اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

صدر دفتر
چارکمان حیدرآباد دکن
فون نمبر ۳

شاخیں
عابد روڈ — فون نمبر ۱۷۰۲
آکسفورڈ اسٹریٹ سکندرآباد — فون نمبر ۲۵۵

چند جدید اور گران قدر کتابیں

عہد نبوی کا نظام تعلیم:۔ از ڈاکٹر حمید اللہ (استاد جامعہ عثمانیہ) ۔۔ ۸

عربی ختنی تعلقات:۔ از نو دستیاب شدہ مکتوب بنام نجاشی از استاد جامعہ عثمانیہ ۔۔ ۸

امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی از ڈاکٹر حمید اللہ صاحب استاد جامعہ عثمانیہ ۔۔ ۸

قرآن اور سیرت سازی از ڈاکٹر میر ولی الدین (استاد جامعہ عثمانیہ) ۔۔ ۸

تاریخ علیات آصفی:۔ از نصیر الدین ہاشمی (۲عہ)

تاریخ بہادر شاہی تحقیق مصنف جگ جیون داس (شہنشاہ عہد اورنگ زیب) مرتبہ مرزا فرحت اللہ بیگ (بی۔اے) معہ غلام یزدانی (ایم۔اے)

تاریخ ہند:۔ از باسط علی۔ پروفیسر عبد المجید صدیقی نے شروع میں ایک مقدمہ لکھا ہے موصوف نے بڑی محنت سے تاریخی مواد جمع کیا ہے۔

نیز:۔ اردو ادب کی جملہ قدیم و جدید کتابیں حیدرآباد کی کل مطبوعات ہمیشہ اس قدیم ادارہ سے طلب فرما کر سرپرستی فرمایئے۔

فہرست مفت

مکتبہ ابراہیمیہ۔ حیدرآباد دکن

کفایت کی خاطر

ریڈیو لیگ کے رکن بن جایئے

لاؤڈ اسپیکر کرایہ پر دئے جاتے ہیں

پرانے ریڈیو درست کئے جاتے اور فروخت کئے جاتے ہیں

ریڈیو ہاسپٹل

توپ کا سانچہ حیدرآباد

تلج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

لیڈیز اینڈ جنٹس

روبرو ڈاکخانہ

ڈاکٹر ٹرکر روسکر ترپ بازار حیدرآباد

احمد پریس چار مینار میں طبع ہو کر ... شائع ہوا [illegible]